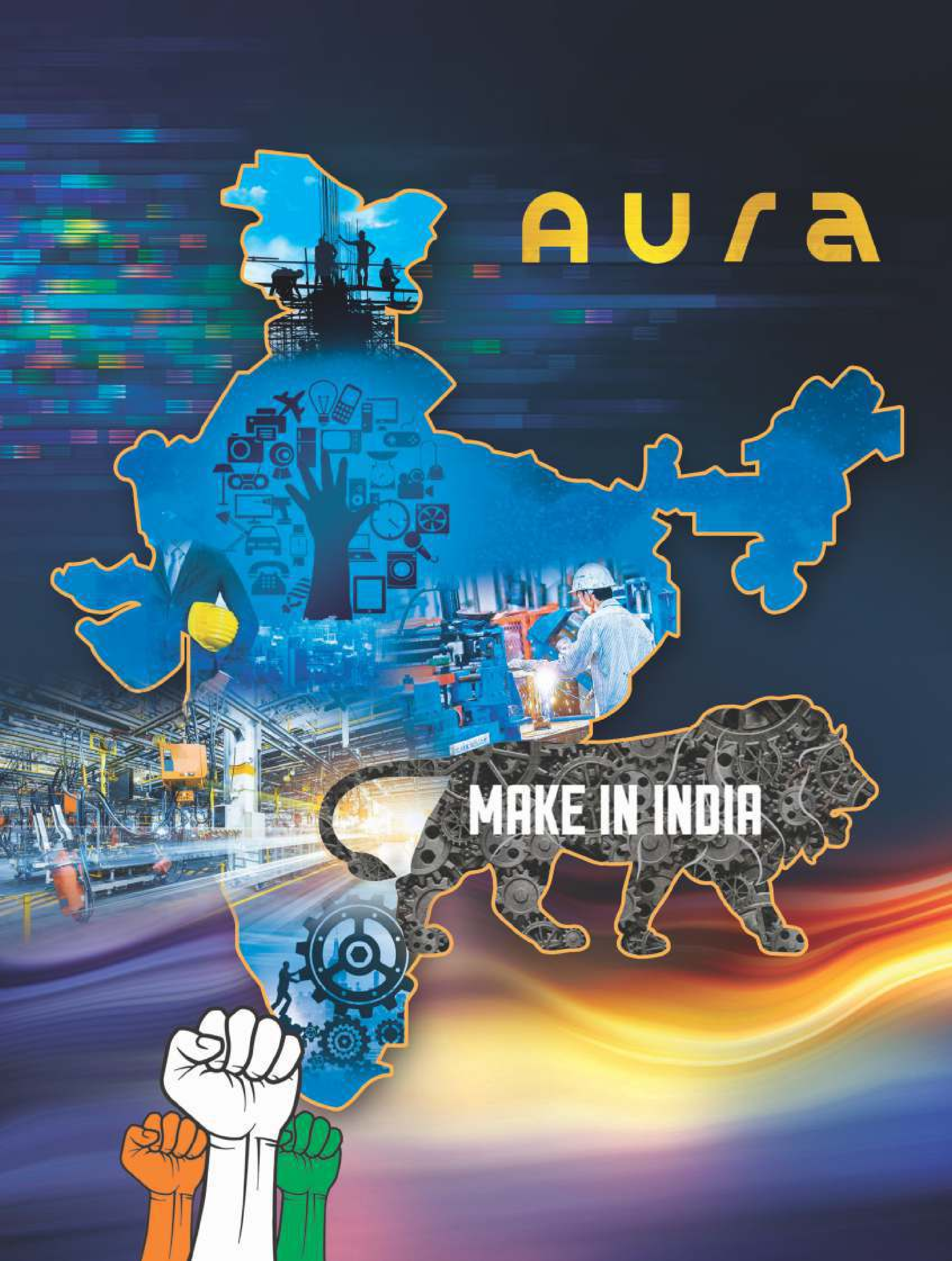
AURA
MAKE IN INDIA

# گُلدستۂ اُردو

## guldasta-e-urdu

اردو ہے جس کا نام ہم ہی جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہمارے زباں کی ہے

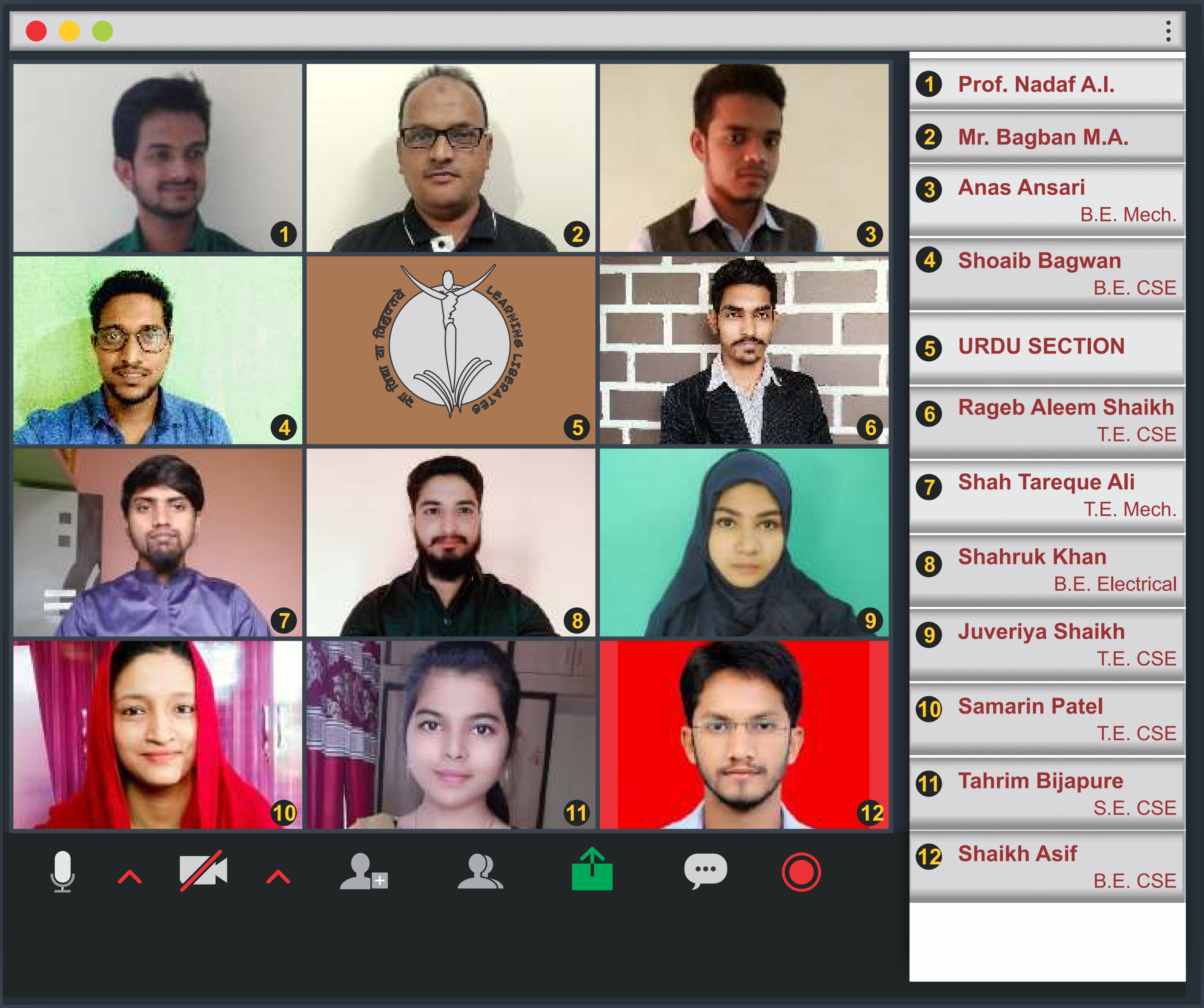


ہمیں یہ بتاتے ہوئے دلی مسرت ہورہی ہے کہ ہرسال کی طرح اس سال بھی آرکیڈ کالج کے سالانہ میگزین میں اردوشعبہ شائع ہورہا ہے گزشتہ سال کے مقابلے میں اس سال اُردوشعبے میں طالبعاوں نے بڑی دلچسپی سے کام کیا۔

اردو کا تعلق ہماری تہذیب سے ہے۔اورتہذیب ہی کامیابی کی پہچان ہے۔اسلئے ہماری یہ چھوٹی سی کوشش ہے کہ تہذیب کو ہمارے دلوں میں زندہ رکھنے کے لئے ہمیں اردو کوفروغ دینا چاہیے۔

ہم نے ایک چھوٹی سی شروعت کی تھی جیسے ہی طالبعاوں نے اس میں علم ادب کا ہنر دیکھنا شروع کیا۔اس طرح ہماری یہ کوشش کافی حدتک کامیاب رہی۔

# CONTENTS

## URDU SECTION


73 منشی پریم چند
شیخ رغیب علیم

77 سفر نامہ
سمرین پٹیل

82 پہلا انتخاب فٹ بال
شیخ آصف

84 قرآن کے سائے میں زندگی
وجاہت مومن

87 حضور اکرم ﷺ کی آمد سے پوری کائنات روشن ہوگئی
وجاہت مومن

89 اردو زبان کا تاریخی پس منظر
جوریہ شیخ

75 چندریان
شعیب باغبان

79 سلطان صلاح الدین ایوبی
تحریم بیجاپورے

83 تعلیم کی اہمیت
شاہ طارق علی

85 جابر بن حیان
شاہ رخ خان

88 ماں
مستقیم شیخ

81 میرا ہندوستان
نمیرہ پٹیل

92 شہرت ، بے شہرت
نمیرہ پٹیل

94 ایک آرزو
مومن وجاہت

96 عاشقوں کی داستان

97 امجد سلطان پوری
نمیرہ پٹیل

81 میں مر جاؤں
ثمرین پٹیل

93 پردہ
حسن امین

95 نظم
علامہ اقبال

96 دیکھتے ہیں

97 غزل بہت خوبصورت ہے
شیخ رغیب علیم

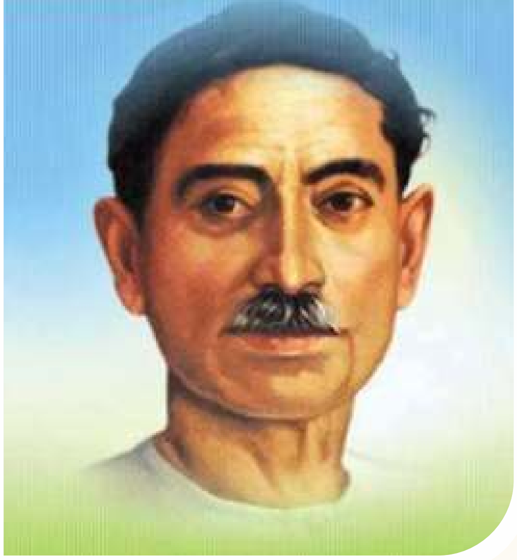

# منشی پریم چند

**Shaikh Rageb Aleem**
(T.E. CSE)

MunshiPremchand, a Hindustani literature (UpanyasSamrat) and Indian writer (novel writer, story writer and dramatist), was born in the year 1880 at 31st of July in the Lamhi village (near Varanasi). He is the famous writer of the early 20th century. He got died at 8th of October in 1936 by serving the people with his great writings.

اردو افسانہ کی تاریخ میں سرفہرست پریم چند کا نام ہے اور یہ مانا جاتا ہے کہ افسانے کی بنیاد انہوں نے ہی رکھی ۔ پریم چند نے محنت کش انسانوں ، کسانوں ، محروموں اور دکھوں کے مارے لوگوں کو قریب سے دیکھا، مشاہدہ کیا اور پھر ان کے حالات کو قلم بند کیا۔

منشی پریم چند اردو کے وہ افسانہ نگار ہیں جنہوں نے اردو افسانوں کو طلسماتی اور رومانی فضا سے نکال کر زندگی کی حقیقتوں کا نقیب اور ترجمان بنایا۔ ان کے ابتدائی افسانوں میں اصلاح معاشرہ کا رنگ غالب تھا لیکن جیسے جیسے مارکسی نظریات سے قریب ہوتے گئے ان کا ادب زندگی کی عریاں سچائیوں کا ترجمان بنتا گیا۔ ''کفن'' پریم چند کے نظریئے اور فن دونوں کا وہ سنگ میل ہے جس کا اُردو تو کیا بلکہ کسی دیگر ہندوستانی زبان میں بھی کوئی جواب نہیں ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ پریم چند بنیادی طور پر اردو کے ادیب تھے۔ ان کی سبھی تخلیقات چاہے وہ ناول ہوں یا افسانے ہوں اُردو میں تھیں جن کا ترجمہ ہندی میں کیا گیا۔ پریم چند کی پیدائش 31 جولائی 1880 کو بنارس کے ایک گاؤں لمہی میں کائستھ گھرانے میں ہوئی ۔ ان کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔ جس عہد میں انھوں نے آنکھیں کھولیں وہ سیاسی ، معاشی ، تجارتی اور ثقافتی لحاظ سے بہت مشکل عہد تھا۔

ان کی تعلیمی ابتداء اردو فارسی سے ہوئی ۔ پھر انہوں نے محکمہ تعلیم میں ملازمت کرلی ۔ لوگوں کے دکھ درد سے اس قدر متاثر ہوئے کہ 1921 میں ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور لکھنے پڑھنے کو ہی اپنا مشغلہ بنا لیا ۔ انہوں نے لوگوں کی دھڑکنوں کو محسوس کیا اور ان کی کیفیات کو اپنے افسانوں میں بیان کیا۔ قاری اور افسانے کے درمیان رشتہ قائم کیا۔

پریم چند کو اردو ہندی دونوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ انہوں نے بیوہ عورت ، ناکامیاب شادی ، جہیز کی لعنت اور سماجی تفریق جیسے موضوعات پر افسانے لکھے ۔ اس دور میں ایک مصلح کی حیثیت سے اپنے معاشرے کو احترام ، انسانیت ، مشرقی و مغربی تہذیب کے فرق اور اخلاقی اقدار کی جانب انہوں نے متوجہ کیا۔ پریم چند ، مہاتما گاندھی کی تحریک سے متاثر ہوئے اور دل وجان سے ملک کی آزادی کے لیے لڑنا چاہتے تھے لیکن اپنی مجبوریوں کی بنا پر کسی تحریک میں عملی حصہ نہ لے سکے ۔ افسانہ نگاری کا دوسرا دور بھی تحریکوں کا دور تھا۔ تحریک خلافت ، تحریک عدم تعاون ، تحریک ستیہ گرہ ، سول نافرمانی وغیرہ اور دیگر سماجی و سیاسی موضوعات پر بھی طبع آزمائی کی ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانوں میں بھی اس وقت سیاست کا رنگ پایا گیا۔ منشی جی مہاتما گاندھی کی شخصیت سے بہت متاثر تھے۔ وہ کہتے تھے مہاتما گاندھی ہندو

مسلمانوں میں اتحاد چاہتے ہیں، تو میں ہندی اور اُردو کو ملا کر ہندوستانی بنانا چاہتا ہوں۔ اسی لئے میں جو کچھ لکھتا ہوں ہندوستانی میں لکھتا ہوں جسے ہندو مسلمان اور عوام سمجھیں وہ ہندوستانی اور میرا خیال ہے کہ جب کبھی قومی زبان طے ہوگی تو ہندی اور اُردو ملا کر ہی طے ہوگی۔ اس معاملے میں ان کی شریک حیات شیورانی دیوی کا کہنا تھا یہ تو ہندوستان ہے یہاں عام زبان ہندی ہونی چاہئے۔ اس پر منشی جی نے کہا تھا اس ملک کا نام ہندوستان کیسے پڑا، تمہیں معلوم ہے؟ یہاں جب پہلے مسلمان آکر آباد ہوئے اور انہوں نے اس کو فتح کیا، تبھی اس کا نام پڑا تھا ہندوستان۔ نام تو ہندوستان طے ہوگیا، لیکن زبان کیلئے ابھی بھی جھگڑا ہے۔ یہ جھگڑا اسی وقت ختم ہوگا جب ہندو مسلمان سوچ لیں گے کہ ہم دونوں کو ساتھ ساتھ رہنا ہے۔ جب تک ہندو مسلمان اپنی اپنی زبان کیلئے روئیں گے تب تک اس مسئلے کا حل ممکن نہیں ہے۔

پریم چند کا پہلا افسانوی مجموعہ سوز وطن 1908 میں شائع ہوا۔ ان کے افسانوں میں وطن کی محبت اور وطن کے لوگوں کے تئیں ان کے جذبات کے خوبصورت رنگ پائے جاتے ہیں۔ شروع شروع میں مختصر افسانے لکھے، لیکن اس کے ساتھ ہی ناول نگاری میں بھی ان کے قلم نے چار چاند لگا دیے۔ انہوں نے ناول اور افسانے کے علاوہ چند ایک ڈرامے بھی لکھے اور قارئین کے دلوں پر گہرا اثر چھوڑا۔ قارئین نے ان کے افسانوں کو خوب سراہا کیونکہ ان کے افسانوں نے حقیقت کی بہترین ترجمانی کی لیکن ناقدین نے زبردست تنقید بھی کی۔

چونکہ پریم چند کا تعلق دیہات سے تھا اور اسی لیے دیہاتی زندگی کے مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ وہ کسانوں، غریبوں اور مزدوروں کے دکھوں سے آگاہ تھے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے غریب کسان اور کاشت کار کے رہن سہن، اس کے افلاس اور دکھوں کی تصویر کشی کی ہے۔ پریم چند کا افسانہ 'کفن' اردو ادب میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس افسانے کو دنیا آج بھی یاد کرتی ہے۔ افسانہ کفن میں انہوں نے بہت خوبصورت انداز سے اس طبقے کی حالت زار کو بیان کیا ہے کہ جس جاگیردار طبقہ کی وجہ سے کمزور طبقہ بے حس ہو جاتا ہے اور انسانیت دم توڑ دیتی ہے۔

پریم چند کے افسانوں کی زبان سادہ ہے۔ انہوں نے ملکی، علاقائی، معاشرتی اور معاشی مسائل پر قلم اٹھایا۔ ہندوستان کے دیہی موضوعات کے ساتھ متوسط شہری زندگی کے مسائل پر بھی لکھا۔ ان کی تحریر میں محنت کشوں کا درد ہے، دبے کچلے طبقے کا کرب ہے، غریب کو مزید غربت میں دھکیلنے والوں کے لیے غصہ ہے، ظلم و زیادتی کے شکار ہونے والوں کے لیے رنج ہے۔ الغرض وہ سبھی جذبات ان کے افسانوں میں پائے جاتے ہیں جو حقیقت کی عکاسی اور بہترین ترجمانی کرتے ہیں۔

پریم چند کی افسانہ نگاری میں وہ سبھی عناصر موجود ہیں جو ان کے افسانوں کو روشن کرتے ہیں۔ ان کے یہاں جذبات نگاری کے ساتھ مقصدیت بھی ملتی ہے۔ انہوں نے دیہات کی زندگی کو خوب اچھی طرح دیکھا، وہاں کے حالات کو پرکھا، کرداروں کو بہترین الفاظ کے ساتھ پیش کیا اور مختلف مسائل سے دوچار ہونے کے بعد بھی قلم کے ساتھ بھرپور انصاف کیا۔ افسانے کی روح سے لے کر الفاظ کے انتخاب تک انہوں نے اردو ادب کو بہترین ذخیرہ دیا۔ ایک دردمند دل رکھنے کی وجہ سے انہوں نے ہر عہد کی تبدیلیوں کو بخوبی محسوس کیا۔ اس کی روح کو اپنے اندر سمویا اور قارئین سے انہی کے لہجے میں افسانوں کے ذریعہ گفتگو کر کے صرف ادبی دنیا میں نہیں بلکہ ادب سے تعلق نہ رکھنے والوں کے دلوں میں بھی اپنا گھر کیا۔

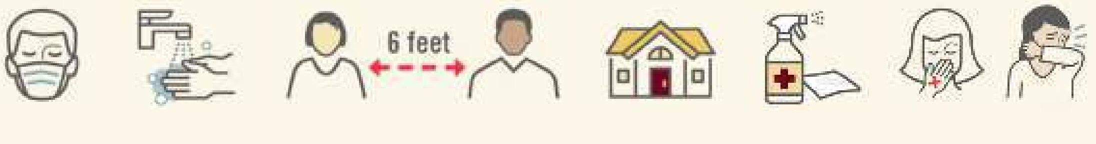

# چندریان ۲

**Shoaib Bagwan**
(B.E. CSE)

Chandrayaan-2 mission is a highly complex mission, which represents a significant technological leap compared to the previous missions of ISRO, which brought together an Orbiter, Lander and Rover with the goal of exploring south pole of the Moon. This is a unique mission which aims at studying not just one area of the Moon but all the areas combining the exosphere, the surface as well as the sub-surface of the moon in a single mission.

ہندوستانی خلائی ریسرچ آرگنائزیشن [اسرو] نے دعویٰ کیا ہے کہ چاند پر پانی بھارت کی تلاش ہے۔ چندریان 1 پر ہندوستان کی اپنی مون امپیکٹ تحقیقات [MIP] نے چاند پر پانی کی موجودگی کا پتہ لگایا۔ امریکی خلائی ایجنسی ناسا کے آلات نے بھی چاند پر پانی کی تصدیق کردی ہے۔ چندریان-1 نے چاند پر پانی کی موجودگی کا پتہ لگا کر اس صدی کی ایک اہم دریافت کی ہے۔ اسرو کے مطابق چاند پر پانی سمندر، آبشاروں، تالاب یا بوندوں کی شکل میں موجود نہیں ہے بلکہ معدنیات اور چٹانوں کی سطح پر موجود ہے۔ چاند پر پانی کی موجودگی پچھلے تخمینے سے کہیں زیادہ ہے۔

چندریان 2 یا دوسرا چندریان ہندوستانی خلائی تحقیقاتی ادارہ (اسرو) کے ذریعہ تیار کردہ چندریان 1 کے بعد ہندوستان کا دوسرا قمری ریسرچ مشن ہے۔ اس مہم میں ایک قمری مداری، ایک روور اور ہندوستان میں بنایا گیا ایک لینڈر شامل ہے۔ ان سب کو اسرو نے تیار کیا ہے۔ چندریان 2 کا آغاز اسی جولائی کو اسی لانچ پیڈ سے کیا گیا تھا جہاں سے چندریان 1 نے شروع کیا تھا۔ پہلے استعمال ہونے والے پرانے پی ایس ایل وی راکٹوں کے استعمال کے بجائے خلائی جہاز نے جدسنگو کرونس سیٹلائٹ لانچ وہیکل مارک III (GSLV Mk III) کا استعمال کیا۔

آخری بار کے برعکس، اسرو نے وزن کی پابندی کی وجہ سے کسی بھی غیر ملکی پے لوڈ کو لے جانے سے انکار کردیا۔ لیکن جون 2019 میں، اس نے ناسا سے ایک چھوٹا لیزر ریٹرو الیکٹر کٹر لے جانے پر اتفاق کیا۔

تاہم، مدار 100 کلومیٹر کے فاصلے پر چاند کے اوپر منڈلائے گا اور اس طرح کے غیر تجرباتی تجربات کرے گا جیسے اس نے چندریان 1 پر کیا تھا۔ پورے چندریان 2 مشن کی قیمت لگ بھگ 141 ملین ہے۔ یہ مارول ایونجر سیریز کی ہر قسط سے کم ہے۔ چندریان 1 کے برعکس، اس بار داؤ بہت زیادہ ہے کیونکہ خلائی جہاز میں قمری روور، مدار اور لینڈر بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ، چندریان 2 ملک کا پہلا موقع ہے جو خود ساختہ اجزاء اور ڈیزائن شدہ گاڑیاں استعمال کرے۔

تاہم، صبح تقریبا 1:52 بجے، لینڈر نے خلائی جہاز سے مواصلات ختم ہونے سے لینڈنگ اور زمینی کنٹرول سے تقریبا 1.2 کلومیٹر دور سے اپنے مطلوبہ راستے سے ہٹ لیا۔ 8 ستمبر 2019 کو، اسرو کے ذریعہ اطلاع ملی تھی کہ وکرم لینڈر کو مداری کے ذریعہ لی گئی حرارت کی پینٹنگ سے پتہ چلا ہے۔ لیکن ابھی تک وکرم لینڈر سے رابطہ نہیں کیا گیا ہے۔

چندریان 2 کے لینڈر کا نام بھارتی خلائی پروگرام کے والد ڈاکٹر وکرم اے سارہ بھائی کے نام پر ہے۔ یہ ایک قمری دن کیلئے کام کرنے کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے، جو زمین کے لگ بھگ 14 دن کے برابر ہے۔ مسٹر وکرم آئی ڈی ایس این کے ساتھ ساتھ بنگلور کے قریب بایالو میں مدار اور روور سے بات چیت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لیکن لینڈر سے رابطہ ختم ہونے کی وجہ سے، لینڈر (وکرم) اور روور (پرگیان) کا کام ناممکن لگتا ہے۔

اسرو نے ہندوستانی وقت کے مطابق 15 جولائی 2019 کی صبح 51.2 بجے چندریان 2 کو لانچ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا، جو کچھ تکنیکی خرابی کی وجہ سے منسوخ ہو گیا تھا، لہذا اس کا وقت تبدیل کر کے 22 جولائی 43:02 بج کر دیا گیا۔ نتیجے کے طور پر، اس گاڑی کو مقررہ وقت پر کامیابی کے ساتھ لانچ کیا گیا۔ وکرم لینڈر نے اس وقت 07 ستمبر 2019 کو سہ پہر 02 بج کر قمم طیارے سے 1.02 کلومیٹر دور اسرو سے رابطہ ختم کر دیا ہے۔ لینڈر سے دوبارہ رابطہ کیا جا رہا ہے۔ ہندوستانی خلائی تحقیقاتی مرکز (اسرو) کے صدر کے سیون نے کہا، "وکرم لینڈر عام اونچائی سے نیچے چاند کی سطح سے 1.02 کلومیٹر تک جا پہنچا۔ اس کے بعد لینڈر کا زمین سے رابطہ ختم ہو گیا۔ اعداد و شمار کا تجزیہ کیا جا رہا ہے۔ ستمبر کو، اسرو کی چیئر پرسن، ڈاکٹر کے سیون نے اعلان کیا کہ اس مدار کو مدار کی تھرمل شبیہہ کی مدد سے قمری سطح پر دیکھا گیا ہے، اور کہا ہے کہ مدار اور دوسری ایجنسی کوشش کر رہی ہے کہ وہ لینڈر کے ساتھ نرم رابطے بنائے۔ انسٹال کیا جا سکتا ہے۔

---

## دوستی

دوستی تیری کمال تھی وہ یادیں بمسال تھی
ایک رنگ تھا تیرا جو خود ہی مے خود رنگ تھا
تیرے بنا وقت میرا کچھ کچھ بے ڈھنگ تھا
تو یار کچھ خاص ہے میرے دل کے بڑے پاس ہے
کبھی جانا نہ دور, تیرے بگیر زندگی بڑی اداس ہے
میں آج بھی تیری فقر کرتی ہوں بس اس بات کو کہنے سے ڈرتی ہوں
بن کہیں آوازیں جو سن لیتا ہے,
کبھی پاس کبھی دور ہے
کھلی کتاب بن کریں
ہر پنے ون زندگی کو تول دیتا ہے,
بتا ایسا یار بھی کہیں ہوتا ہے
نہ بجھنے دیتا ہے نا ڈھالنے ڈیتا ہے,
وقت کے پار جا کر وہ مجھے نکلنے دیتا ہے,
تھپیڑوں مے گھیری ھوی ہو لیلکن
وہ مجھے ہر بار مچلنے دیتا ہے
کبھی کھلکر ہستا ہے,
کبھی چپکر روتا ہے,
کچھ خاموشیوں کو خاموشیاں ہو رہنے دیتا ہے
بتا ایسا یار بھی کہیں ہے

Samrin Patel
(T.E. CSE)

# سفرنامہ

**Samrin Patel**
(T.E. CSE)

Delhi officially known as the National Capital Territory of Delhi (NCT), is a city and a union territory of India containing New Delhi, the capital of India. It is bordered by the state of Haryana on three sides and by Uttar Pradesh to the east.

سفرنامہیوں تو مجھے سفر کرنے کا کی بار اتفاق ہوا مگر ایک سفر جو ہم نے پچھلے چٹیوں میں کیا خاص دلچسپ تھا اور ہمیں اب تک یاد ہے۔ ہوا یوں کے چھٹیاں ختمھو نے سے پہلے ہی سالہ مشورہ ہونے لگے۔کوئی کچھ تجویس پیش کر رہا تھا تو کوئی کچھ۔ ابّو نے تجویس پیش کی کے اگر تم لوگ جنوری کے مہینے مے دہلی چلو تو یوم جمہوریت بھی دیکھیں گے اور صحت پیتا مقام کی سیر بھی ہو جاے گی۔ یوم جمہوریت کو دہلی میں بہت ہی رونک رہتی ہے۔ کیوں کے یہا ملک کے ہر حصّے سے لوگ آتے ہے ,موسم خوشگوار ہوتا ہے ,ٹھنڈی کے دن بھی وہی گزر لینگے۔ ہم سب نے ابّو کے تجویس سے اتفاق کیا۔ اور چھٹیاں ختم ہوتے ہی اپنا اپنا اسکول کا کام کرنا شروع کر دیا تکے دہلی جانے سے پہلے زممیداری سے فریگ ہو جایئں۔ ذہن سے یہ بوجھ اترا ہوگا, اور بے فکر ہوکر سیر کرینگے۔

سفر کا آغاز کرنے کے لئے ٢٠ جنوری کا دن مقرر ہوا۔ ٢٠ جنوری بھی ای ہم سب اس دن بہت خوش تھے کیوں کی ہم سب گھر والے مل کر ساتھ جا رہے تھے۔ دہلی دیکھنے کا یہ ہمارا پھیلا موقع تھا۔ اس لئے یہ سفر ہمارے لئے بلکل نیا تھا۔ تو دہلی کی تصویر ہی ہمارے لئے خوشی کا بائیس بن رہا تھا۔ اس دن ہم معمول سے بھی جلدی اٹھ کھڑے تھے۔ ہم ناشتہ کرتے ہی چل پڑے۔ ابّو نے کار نکالی اور کار میں سارا سامان رکھ ہم روانہ ہو گئے۔

آج اس قدر خوش تھے کی کبھی کہیں جاتے ہوئے اتنے خوش نہیں ہوتے تھے گاڑھی چل رہی تھی ہم مہیشور روڈ پر پہنچے اور وہا سے گزرتے نرمدا ندی کے پل پر منٹوں میں پہنچ گئے۔ دریاے نرمدا پر بہت سے لوگ ہے ہوئے تھے۔ کوئی اپنے دوستوں کے ساتھ تو کوئی امنی فیملی کے ساتھ۔ کوئی بوٹنگ کر رہا تھا کوئی ساتھ والے پارک میں گراس پر بیٹھے تھے۔ یہا کے ماحول میں بہت رونک تھی۔ کچھ دررو کنے کے بعد ہم اپنے گاڑھی کی طرف بدھ اور سفر کو جاری رکھا۔ اب ہم کوٹا کے راستے پر تھے۔ کوٹا کے راستے سے ہم راجستھان کے حدود میں داخل ہو گئے اسی تحا چھوٹے چھوٹے شہراتے گئے اور ہم وہا سے نکلتے گئے اور جیپر پہونچ گے ,یہا ہم کچھ در کے لئے ٹھہرے اور ایک ریسٹورینٹ میں چلے گئے وہا ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا اور کچھ در کے لئے آرام بھی کیا۔ اور کچھ در باد وہا سے نکل پڑے۔ کچھ در ہماری گاڑھی چلتی رہی اور ہم منوہر پور پہنچ گئے۔ گرگرام جانے کے لئے یہ اچھا راستہ ہے جو مہنوھر پور سے سیدھے گروگرام جاتا ہے۔ سرسبز شاداب پودوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہم یہ الاکے سے بھی نکل گئے۔ یہا سے دہلی کی حدیں بہت قریب تھیا یسے ہی راستوں سے گزرتے ہوئے ہم گروگرام پہونچ گئے۔ ٢٦

جنوری عنقریب تھی اسی لیا یہا پر بہت رونک تھی اور اسی وجہ سے بھی دہلی کے راستوں پر بھی ضرورت سے زیادہ لوگ نظر آ رہے تھے. لوگ اپنے فیملی کے ساتھ یہا یوم جمہوریت کو منانے ہے ہوئے تھے اور بچوں میں بھی بہت خوشی دیکھ رہی تھی. دیکھتے ہی دہتے بارش ہونے لگی اور کچھ در کے بعد تھم گئی. اور اسی تارہا قدرت کے لطف اٹھاتے ہمنے اپنی کہتیں دہلی مے بھتای. یہ سفر اتنا دلچسپ تھا کے منظر آنکھوں کے سامنے آج بھی اسی تارہا نظر اتا ہے

---

## فلٹر شاعری

نہ خلشِ جدائی ختم ہو نہ حیات گزرے قرار سے
میں خزاں پرست ہوں دوستو مجھے کیا غرض بہار سے

ذرا تلخ لہجے میں بات کر ذرا بے نیازی سے پیش آ
میں اسی نظر سے تباہ ہوا مجھے یوں نہ دیکھ پیار سے

اُس کی طرف بس اس لئے تکتا نہیں تھا میں
سب دیکھتے تھے، آنکھ جھپکتا نہیں تھا میں

ایسی دبیز تہہ تھی بدن پر ملال کی
جلنے کے باوجود چمکتا نہیں تھا میں

اندر کی ٹوٹ پھوٹ میں ٹوٹے ہیں لفظ بھی
دورانِ گفتگو یوں اٹکتا نہیں تھا میں

کچھ کچھ شعورِ ہجر مجھے کم سِنی سے تھا
سوٹہنیوں سے پھول اُچکتا نہیں تھا میں

اک عطر ساز لمس نے تکمیل کی مری
ورنہ کِھلا ہوا بھی مہکتا نہیں تھا میں

گریہ، شروع سے تھا پسندیدہ مشغلہ
گھنٹوں بھی کرتا رہتا تو تھکتا نہیں تھا میں

اچھا ہوا خود اُس کی نظر مجھ پہ پڑ گئی
اُس کو وہاں پکار تو سکتا نہیں تھا میں۔

عشق ہے تو عشق کا اظہار ہونا چاہیے،
آپ کو چہرے سے بھی بیمار ہونا چاہیے،
اپنی یادوں سے کہو اک دن کی چھٹی دے ہمیں،
عشق کے حصے میں بھی اتوار ہونا چاہیے۔

دل آباد کہاں رہ پائے اس کی یاد بھلا دینے سے
کمرہ ویراں ہو جاتا ہے اک تصویر ہٹا دینے سے

شاعری سمجھتے ہو جسے سب تم،،،
وہ میری کسی سے ادھوری شکایتیں ہیں۔۔

Shah Tareque Ali
(T.E. Mech.)

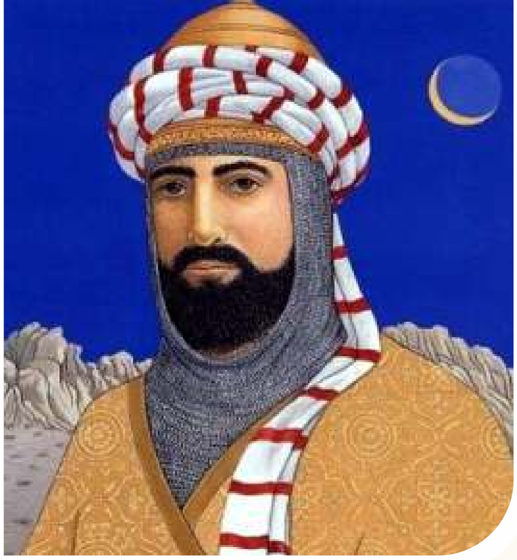

# سلطان صلاح الدین ایوبی

**Tahrim Bijapure**
(S.E. CSE)

Sultan SalahuddinAyubi was the legendary warrior who fought the Crusaders for a long time and at last overcame them and gained victory before he pushed back the joined powers of Europe away from the Holy Land. The world had not seen such a courageous and sympathetic victor.

صلاح الدین ایوبی ایک جنگجو تھے جس نے یروشلم کوصلیبیوں کو آزاد کرایا، وہ روادار، ترقی پسند، اور جامع عقیدے کی زندہ مثال تھے جو اس کے دل کو بہت پسند تھے۔ تحمل اور پر امن سلوک کا مظاہرہ کر کے، صلاح الدین مذہب کی آزادی اور غیر مسلموں کے تحفظ جیسے اسلام کے مرکزی اصولوں کی پاسداری کر رہے تھے۔

بحیثیت سپاہی، ایک حکمران، اور ایک انسان، سلطان صلاح الدین ایوبی غیر معمولی خصوصیات کے حامل شخص تھے۔ سینکڑوں لڑائیوں کا ہیرو وہ شخص تھے جس نے 20 سال تک صلیبیوں کے طوفان کا مقابلہ کیا اور بالآخر انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ دنیا نے شاید ہی اس سے زیادہ تقویت پسند اور انسان دوست فاتح دیکھا ہو۔ سپاہی کی حیثیت سے ان کے بے مثال جنگی ہتھکنڈوں اور بہادری، بہادری کی سیاست اور ان کی صلاحیت کی طاقت نے انھے اپنے دشمنوں کا بھی احترام حاصل کیا۔ یروشلم کے مقدس شہر کو صلیبیوں سے آزاد کرنے کے لئے جانے جاتے ہے۔ عیسائی تاریخی شخصیات کے ذریعہ، ان کے مذموم رویے کو خاص طور پر موآب میں کیرک کے محاصرے کے بیانات میں ملاحظہ کے گئے تھے، اور صلیبی جنگجوؤں کا نظریہ ہونے کے باوجود انہو نے رچرڈ دی لین ہارٹ سمیت بہت سے لوگوں کی عزت حاصل کی۔ وہ یورپ میں ایک نفرت انگیز شخصیت بننے کے بجائے، عظمت کے اصولوں کی ایک مشہور مثال بن گئے۔ صلیبی جنگیں بنی نوع انسان کی تاریخ کی سب سے دیوانہ اور طویل ترین جنگ کی نمائندگی کرتی ہیں، جس میں مغربی ایشیاء کے تمام غصے میں عیسائی مغرب کی وحشی جنونیت کا طوفان پھوٹ پڑا۔ اپنی طاقت کے عروج پر، اس نے مصر، شام، میسوپوٹیمیا، حجاز اور یمن پر حکومت کی۔ تاریخ ان کی سب سے بڑی کامیابیوں سے بھری ہوئی ہے، لیکن یہاں، ہم ان کی دو بڑی کامیابیوں کو اجاگر کر رہے ہیں جن کو نہ صرف مسلم دنیا بلکہ ان کے دشمن تسلیم کرتے ہیں۔ ایک صلیبی جنگوں کے خلاف جنگیں اور دوسری جنگ یروشلم پر قبضہ۔

سلطان صلاح الدین ایوبی سن 532 ہجری/ 1137 عیسوی میں موصل اور بغداد کے مابین دجلہ کے مغربی کنارے تیخت میں پیدا ہوئے تھے، انہیں اپنے والد ایوب سے بہت پیار تھا۔ ان کا خاندان کرد پس منظر اور آبائی خاندان کا تھا۔ ان کے والد نجم الدین ایوب کو تکریت سے جلاوطن کر دیا گیا تھا اور 1139 میں، وہ اور ان کے بھائی اسد الدین شرقوہ موصل چلے گئے۔ بعد میں انہو نے عماد الدین زنگی کی خدمت میں شمولیت اختیار کی جس نے اسے بعلبک میں اپنے قلعے کا

کمانڈر بنادیا۔ 1146 میں زنگی کی موت کے بعد، ان کا بیٹا، نورالدین ،حلب کا ریجنٹ اور زینگیڈس کا قائد بن گیا۔

سیکڑوں لڑائیوں کا ہیرو، سلطان صلاح الدین ایوبی وہ شخص تھے جس نے بیس سال تک صلیبیوں کے طوفان کا مقابلہ کیا اور بالآخر یورپ کی مشترکہ فوج کو پیچھے دھکیل دیا جو پاک سرزمین کو مسلح کرنے کے لئے آئی تھی۔ دنیا نے شاید ہی ان سے زیادہ تقویت پسند اور انسان دوست فاتح دیکھا ہو۔صلیبی جنگیں بنی نوع انسان کی تاریخ کی سب سے دیوانہ اور طویل ترین جنگ کی نمائندگی کرتی ہیں، جس میں مغربی ایشیاء کے تمام غصے میں عیسائی مغرب کی وحشی جنونیت کا طوفان پھوٹ پڑا۔

عیسائیت نے تقریبا تین صدیوں تک اس مہم کے بعد اپنے آپ کو مہم میں مسلمانوں کے خلاف اڑا دیا، یہاں تک کہ ناکامی میں سستی پیدا ہوگئی، اور خود ہی توہم پرستی کو اپنی محنت سے مجروح کیا گیا۔ یوروپ کو مردوں اور پیسوں سے دور کر دیا گیا، اور فنا کے ساتھ نہیں تو، سماجی دیوالیہ پن کی دھمکی دی گئی۔ جنگ، بھوک یا بیماری میں لاکھوں ہلاک اور ہر مظالم کا تخیل صلیب کے یودقا کو بدنام کرسکتا ہے۔ کرسچن مغرب پیٹر ہرمیٹ اور اس کے پیروکاروں کے ذریعہ ایک پاگل مذہبی جنون کی طرف راغب تھے تاکہ وہ مقدس سرزمین کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے آزاد کرے۔حلم کا کہنا ہے کہ" ہر اسباب ایک مہاماری انماد کو مشتعل کرنے کے لئے استعمال ہوئے تھے۔ اس وقت کے دوران جب ایک صلیبی فوج نے صلیب کو جنم دیا، وہ چرچ کے زیرنگرانی رہا اور اسے تمام ٹیکسوں سے مستثنیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام گناہوں کا ارتکاب کرنے سے بھی آزاد رہا۔

جولائی 1187 میں صلاح الدین نے یروشلم کی زیادہ تر ریاست پر قبضہ کیا۔ 4 جولائی 1187 کو ہاتن کی لڑائی میں، انہو نے یروشلم کے کنگ کنسورٹ اور طرابلس کے ریمنڈ III کے گائے آف لوسیگنن کی مشترکہ فوج کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں ہی صلیبی فوج کو صلاح الدین کی محرک فوج نے بڑی حد تک فنا کردیا۔ یہ صلیبی جنگوں کے لئے ایک بڑی تباہی اور صلیبی جنگوں کی تاریخ کا ایک اہم موڑ تھا۔ صلاح الدین نے رینالڈ ڈی چیٹلون کو پکڑ لیا اور اس پر حملہ کرنے والے مسلم کارواں کے انتقام میں اس کی پھانسی کا ذاتی طور پر ذمہ دار تھے۔ ان کاروانوں کے ممبروں نے، بیکار، مسلمانوں اور صلیبیوں کے مابین صلح کی تلاوت کر کے اس کی رحمت کی درخواست کی تھی، لیکن انہو نے ان کو نظرانداز کیا اور ان میں سے متعدد کو قتل اور اذیت دینے سے پہلے ان کے نبی محمد phub کی توہین کی۔ یہ سن کر، صلاح الدین نے رینالڈ کو ذاتی طور پر پھانسی دینے کا حلف لیا۔

صلاح الدین یوسف بن ایوب مغربی دنیا میں صلاح الدین کے نام سے جانے جاتے ہیں، یہ عظیم مسلمان سلطان جنگجو میں زبردست اور اپنے دشمنوں کے ساتھ سخاوت کرنے والے یودقا کے آئیڈیل کے طور پر بڑے پیمانے پر احترام کیا جاتا ہے۔

صلاح الدین نماز جمعہ کے ساتھ ساتھ پانچ فرض نمازیں بھی بروقت ادا کرتے تھے۔ انہو نے سوائے جماعت کے علاوہ کبھی نماز نہیں پڑھی اور نہ ہی کبھی کسی نماز میں تاخیر کی۔ وہ ہمیشہ امام کے ساتھ رہتے تھے، لیکن اگر وہ امام موجود نہ ہوتا تو وہ کسی نیک عالم کے پیچھے نماز پڑھتے جوان کے ساتھ بیٹھا ہوسکتا ہے۔ انہو نے کبھی بھی نماز نہیں چھوڑی سوائے اس کے کہ جب وہ اپنی موت سے تین دن پہلے ہی نماز میں پڑ گئے۔

وہ اپنا زیادہ تر مال صدقہ (اختیاری خیراتی کام) پر خرچ کرتے

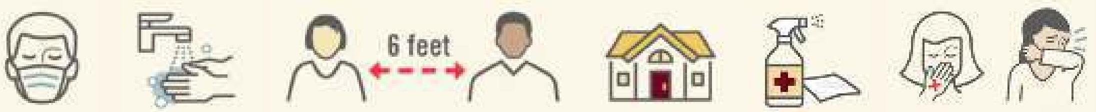

،اوران کے پاس اتنی دولت کبھی نہیں ہوتی کہ اسے زکات ادا کرنے کی ضرورت ہوتی۔ اگرچہ وہ ہمیشہ حج کرنا چاہتا تھے، لیکن وہ جہاد میں مشغول تھے، لہذا ان کے پاس اتنا پیسہ نہیں تھا کہ وہ حج ادا کرے، اور وہ اس کو ادا کیے بغیر ہی فوت ہو گئے۔

ایک عظیم سلطان بننے کے لئے ، دلیرانہ ، سخت ، اور مضبوط خواہش مند، پھر بھی رحمدل ، منصفانہ اور نرم مزاج ہونا چاہئے۔ پیر اور جمعرات کو ، صلاح الدین ایک مجلس عامہ میں اپنے لوگوں کی درخواستوں کو بیٹھ کر سنتے تھے، جس میں فقہ، جج ، اور اسکالرز شریک ہوتے تھے۔ اس کے بعد وہ دن یا رات کے دوران ایک گھنٹہ ہر درخواست کے بارے میں اپنے تبصرے اور آراء لکھتے رہے۔ انہوں نے کبھی کسی کو بھی مدد سے محرم نہیں رکھا.

انہوں نے کبھی کسی کے بارے میں برا نہیں کہا اور نہ ہی کسی کو اپنی موجودگی میں ایسا کرنے دیا۔ انہوں نے کبھی بھی ناگوار لفظ نہیں بولا اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان کو نیچا دکھانے کے لئے اپنے قلم کا استعمال کیا۔

---

## میرا ہندوستان

مسلمان اور ہندو کی جا نکہاں ہے میرا ہندوستان
میں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں وہ اردو غزلیں ہندی گیت
کہیں وہ پیار کہیں وہ پرپتپہاڑی جھرنوں کے سنگیت
دیہاتی لہرا پربی تانمیں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں
جہاں کے کرشن جہاں کے رامجہاں کی شام سلونی شام
جہاں کی صبح بنارس دھامجہاں بھگوان کریں اشنان
میں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں جہاں تھے تلسی اور کبیر
جائسی جیسے پیر فقیر جہاں تھے مومن غالب میر
جہاں تھے رحمن اور رسخا نجھے وہ لیڈر رہے تسلیم
ثو دے یکجھتی کی تعلیمٹا کر کنبوں کی تقسیم
جو کر دے ہر قالب اک جانمیں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں
مسلمان اور ہندو کی جا نکہاں ہے میرا ہندوستان
میں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں

Namira Patel
(B.E. ENTC)

## میں مر جاؤں

میرے وطن تیرا دیدار نہ ہوتو میں مار جاوا،
میرے ملکے پر میری جان واریٔ نا ہوتو میں مر جاؤں

سب لوگ پوچھتے ہیں صرف "محبّت ے ملک" کا صاب،
وطن کے لیئے ٹیپو کی تلور نہ ہوتو میں مر جاؤں

ہزارون کربانیان دیکر بھی سوال کے جاتے ہیں مجھے،
میرے قبر پے اس مٹی کا خمار نہ ہوتو میں مر جاؤں

کتنا گرایا، دھتکارا جا رہا ہے مجھے، یاد رکھ
اس دیش کی انچیون مے میرے کلام کا حتیار نا ہوتو میں مر جاؤں

Samrin Patel
(T.E. CSE)

# پہلا انتخاب فٹ بال

**Shaikh Asif**
(B.E. CSE)

Football is a family of team sports that involve, to varying degrees, kicking a ball to score a goal. Unqualified, the word football normally means the form of football that is the most popular where the word is used. Sports commonly called football include association football (known as soccer in some countries); gridiron football (specifically American football or Canadian football); Australian rules football; rugby football (either rugby union or rugby league); and Gaelic football.

"فٹ بال ٹیم کھیلوں کا ایک ایسا خاندان ہے جس میں گیند کو لات مارنے ،مختلف ڈگری تک شامل ہوتی ہے ایک گول کرنے کے لئے. نااہل، فٹ بال کے لفظ کا عموما football فٹبال کی شکل کا مطلب ہوتا ہے جو یہ لفظ سب سے زیادہ مقبول ہوتا ہے۔ کھیلوں میں عام طور پر فٹ بال شامل ہیں ایسوسی ایشن فٹ بال ( کچھ ممالک میں فٹ بال کے نام سے جانا جاتا ہے)؛ گرڈیرون فٹ بال (خاص طور پر)امریکی فٹ بال یا کینیڈا کا فٹ بال)؛ آسٹریلیائی قوانین فٹ بال؛ رگبی فٹ بال (یا تو رگبی لیگ یا رگبی یونین)؛ اور گیلک فٹ بالفٹ بال کی یہ مختلف شکلیں فٹ بال کوڈ کے نام سے مشہور ہیں۔

دنیا کے بہت سے مختلف حصوں میں کھیلے جانے والے روایتی، قدیم یا پراگیتہاسک بال کھیلوں کے متعدد حوالہ جات موجود ہیں۔ انیسویں صدی کے دوران انگریزی کے سرکاری اسکولوں میں فٹ بال کے ہم عصر ضابطہ اخلاق کا پتہ لگا سکتا ہے۔ برطانوی سلطنت کی توسیع سے فٹ بال کے ان اصولوں کو براہ راست کنٹرول سلطنت سے باہر برطانوی اثر و رسوخ والے علاقوں میں پھیلنے دیا گیا۔

انیسویں صدی کے اختتام تک، الگ الگ علاقائی ضابطے پہلے ہی تیار ہو رہے تھے: مثال کے طور پر، گیلک فٹ بال، اپنے ورثے کو برقرار رکھنے کے لئے جان بوجھ کر مقامی روایتی فٹ بال کھیل کے اصولوں کو شامل کرتا ہے۔

1888 میں، انگلینڈ میں فٹ بال لیگ کی بنیاد رکھی گئی، جو فٹ بال کے بہت سے مقابلوں میں سے پہلا مقابلہ بن گیا۔ 20ویں صدی کے دوران، فٹ بال کی مختلف اقسام میں سے کئی دنیا کے مقبول ٹیموں کے کھیل بن گئے۔"

## فٹ بال" کی مقبولیت

فٹ بال کے متعدد کوڈز دنیا میں سب سے مشہور ٹیم کھیل ہیں۔ عالمی سطح پر، ایسوسی ایشن فٹ بال 200 سے زیادہ ممالک میں 250 ملین سے زیادہ کھلاڑیوں کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے، اور اس کھیل میں سب سے زیادہ ٹیلی ویژن سامعین ہیں، اس نے دنیا میں سب سے زیادہ مقبول، امریکی فٹ بال، 1.1 ملین ہائی اسکول فٹ بال کے کھلاڑیوں اور 70،000 کالج فٹ بال کھلاڑیوں کے ساتھ، ریاستہائے متحدہ کا سب سے مشہور کھیل ہے، جس میں سالانہ سپر باؤل کا کھیل امریکی ٹیلی ویژن کی تاریخ میں سب سے زیادہ دیکھے جانے والے نشریات میں دس دس میں شامل ہے۔

آسٹریلیائی قوانین فٹ بال میں آسٹریلیا کے تمام کھیلوں میں سب سے زیادہ شائقین کی حاضری ہوتی ہے۔

اسی طرح میچ میں شرکت کے معاملے میں آئرلینڈ کا سب سے مشہور کھیل گیلک فٹ بال ہے، اور آل آئرلینڈ فٹ بال فائنل اس ملک کے کھیلوں کے سال کا سب سے زیادہ دیکھا جانے والا ایونٹ ہے۔

# تعلیم کی اہمیت

**Shah Tareque Ali**
(T.E. Mech.)


6. Talimkiahmiyat (Importance of education) Education is the social institution through which society provides its members with important knowledge, including basic facts, job skills, and cultural norms values. 3. One of the most important benefits of education is that it improves personal lives and helps the society to run smoothly.

تعلیم سیکھنے کی مہارت اور علم کے بارے میں ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ لوگوں کو کام کرنے کا طریقہ سیکھنے میں مدد کرنا اور وہ سیکھنے کے بارے میں سوچنے میں ان کی مدد کریں۔ اساتذہ کے لئے بھی معلومات کو تلاش کرنے اور استعمال کرنے کے طریقے سکھانا ضروری ہے۔

تعلیم کے ذریعہ، معاشرہ، ملک اور دنیا کا علم نسل در نسل جاری ہے۔ اس میں اخلاقیات کی تعلیم شامل ہوسکتی ہے، مثال کے طور پر یہ سیکھنا کہ وفادار، دیانتدار اور موثر شہری کی حیثیت سے کس طرح کام کرنا ہے۔ تعلیم ایک طبقے سے دوسرے طبقے کے افراد کی مدد اور رہنمائی کرسکتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد اور گروہ ایسے کام کر سکتے ہیں جیسے کم تعلیم یافتہ لوگوں کی مدد کریں اور انہیں تعلیم یافتہ ہونے کی ترغیب دیں۔

**"تعلیم" کی اقسام**

تعلیم کو درجہ بندی کرنے کے مختلف طریقے ہیں، مثال کے طور پر عمر یا موضوع کے لحاظ سے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ اسے رسمی تعلیم، غیر رسمی تعلیم اور غیر رسمی تعلیم میں بانٹنا ہے۔

عام تعلیم عام طور پر اسکول میں ہوتی ہے، جہاں ایک شخص بنیادی، علمی یا تجارتی مہارتیں سیکھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے اکثر نرسری یا کنڈرگارٹن میں جاتے ہیں لیکن اکثر ابتدائی تعلیم ابتدائی اسکول میں شروع ہوتی ہے اور سیکنڈری اسکول کے ساتھ جاری رہتی ہے۔ پوسٹ سیکنڈری تعلیم (یا اعلی تعلیم) عام طور پر کسی کالج یا یونیورسٹی میں ہوتی ہے جو تعلیمی ڈگری دے سکتی ہے۔

غیر رسمی تعلیم میں بالغوں کی بنیادی تعلیم، بالغ خواندگی کی تعلیم یا اسکول کے مساوات کی تیاری شامل ہے۔ غیر رسمی تعلیم میں کوئی (جو اسکول میں نہیں ہے) خواندگی، دوسری بنیادی مہارت یا ملازمت کی مہارتیں سیکھ سکتا ہے۔ ہوم ایجوکیشن، انفرادی ہدایات (جیسے پروگرامڈ لرننگ)، دوری کی تعلیم اور کمپیوٹر سے تعاون یافتہ ہدایت دیگر امکانات ہیں۔ غیر رسمی تعلیم کم منظم ہے۔ یہ والدین ہوسکتا ہے کہ وہ کسی بچے کو کھانا تیار کرنے یا سائیکل چلانے کا طریقہ سکھائے۔ لوگ لائبریری یا تعلیمی ویب سائٹ سے بہت ساری کتابیں پڑھ کر غیر رسمی تعلیم بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ اسے خود تعلیم بھی کہا جاسکتا ہے۔

اسکولی تعلیم بنیادی طور پر یہ ہے کہ بچے جاتے وقت سیکھتے ہیں اور روایتی اسکولوں کی عمارتوں میں نہیں جاتے ہیں، بلکہ ویب سائٹوں پر جاتے ہیں، کھیل کھیلتے ہیں، یا عام مشغلے میں مشغول ہوتے ہیں اور راستے میں سیکھتے ہیں۔

# قرآن کے سائے میں زندگی

**Vajahat Momin**
(B.E. Elect.)

The Quran is the last holy book that Allah sent down to people. The Quran was sent down to the Prophet Hz. Muhammad (pbuh) through Gabriel (Jibril) and then it reached today through being written down and reported.

سلطان صلاح الدین نے جب ملک شام فتح کیا تو ان کے وزراء نے نئے مفتوحہ ملک کا جائزہ لینے کے بعد سلطان کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب والا! یہ نصرانیوں کا ملک ہے، یہاں کے لوگ نہایت ہی سرکش مزاج اور سخت جان واقع ہوئے ہیں، اسلئے ہمارا آپ کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ ان کے لیے سخت گیری کی ضرورت ہے لیکن چونکہ اسلام کے سیاسی اصول بہت نرم ہیں، لہذا آپ کو مشورہ ہے کہ احکام اسلام کے علاوہ بھی اگر کچھ قوانین نافذ کر دیے جائیں تو یہاں لوگوں پر قابو رکھنے میں آسانی ہوگی، حکومت کو استحکام حاصل ہوگا اور وہ تمام قوتیں جو نظام حکومت کو کمزور کرنے والی ہیں، کُچلی جاسکیں گی۔ سلطان صلاح الدین ایوب کا چہرہ وزراء کی باتیں سن کر متغیر ہو گیا۔ فرمانے لگئے تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے یہ ملک اس لیے فتح کیا ہے کہ اپنی حکومت اور سلطنت قائم کروں اور لوگوں کی گردنوں پر اپنی غلامی کا جوا رکھوں؟ تم میری بات کان کھول کر سن لو کہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ میں نے محض اللہ کو خوش کرنے کے لیے اور اس کی رضا کی خاطر یہ ساری کوششیں کی ہیں۔ میں تو صرف اپنے ملک کا چاکر ہوں، میں اپنا حکم ہرگز نافذ نہیں کروں گا۔ یہ ملک رہے یا جائے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں تم اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ میں کوئی بھی حکم قرآن وسنت کے خلاف صادر نہیں کرسکتا اور قرآن وسنت کی مخالفت میں کوئی بھی کوشش ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی، کیونکہ انسانیت کی فلاح مومن ہو یا کافر، قرآن وسنت پر عمل کرنے میں ہے۔

سلطان نے قاضیوں اور مفتیوں کا تقرر کیا، ہر مذہب کے ماننے والوں کو مکمل آزادی دی مملکت کے ہر فرد کو تحفظ کا احساس ملا۔ جس طرح مسجدیں محف وظ تھیں، دیگر مذاہب کے عبادت خانے بھی محف وظ تھے۔ ہر مذہب کا ماننے والا یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ قرآن کے سائے میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ جس نے اعلان کر رکھا تھا تا کہ دین میں کوئی جبر و کراہ نہیں ہے۔ کچھ عرصہ بعد شام میں عظیم انقلاب آیا۔ کہاں تو شام نصرانی اکثریت کا ملک تھا اور کہاں مسلم اکثریت کا علاقہ بن گیا، اسلام نا تو تلوار کے زور پر پھیلا، نہ مال و دولت کا لالچ دے کر بلکہ اس نے اس کی برکتوں سے اہل شام کو یہ بتا دیا کہ یہی وہ دین ہے جو انسانیت کو ہر قسم کے جبر واستحصال سے نجات دلا سکتا ہے۔ اہل شام کو اسلام کی رحمتوں سے روشناس کرانے والا وہ مجاہد آج بھی شام کی خاک میں محو استراحت ہے۔

# جابر بن حیان

**Shahrukh Khan**
(B.E. Electrical)

Abu Musa Jabir IbnHayyan Al-Azdi, sometimes called al-Harrani and al-Sufi, is considered the father of Arab chemistry and one of the founders of modern pharmacy. He was known to the Europeans as Geber. He was born in the city of Tus in the province of Khorasan in Iran in 721 AD

ابو موسیٰ جابر ابن حیان الازدی، جسے کبھی کبھی الحارانی اور صوفی کہا جاتا ہے، عرب کیمیا کا باپ اور جدید فارمیسی کے بانیوں میں شمار ہوتا ہے۔ وہ یورپ کے لوگوں کو جابر کے نام سے جانا جاتا تھا۔ وہ 721ء میں ایران کے صوبہ خراسان کے شہر توس میں پیدا ہوا تھا۔ ان کے والد حیان الازدی یمن کے عرب ازد قبیلے سے تعلق رکھنے والے عطار (منشیات فروش یا فارماسسٹ) تھے، جو امویوں کی حکومت کے دوران عراق کے شہر کوفہ میں مقیم تھے۔ حیان نے امویوں کے خلاف عباسی بغاوت کی حمایت کی اور ایران چلے گئے جہاں جابر پیدا ہوئے تھے۔ یہ خاندان امویوں کے ذریعہ حیان کو پکڑنے اور اس کو پھانسی دینے کے بعد یمن فرار ہو گیا۔ جابر نے یار میں عالم ہاربی الہیار یاری کی تعلیم حاصل کی۔ عباسیوں کے خاندان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد وہ کوفہ واپس چلا گیا۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ امام جعفر الصادق کا طالب علم بن گیا تھا۔ اس نے کیمسٹری (کیمیا)، فارمیسی، فلسفہ، فلکیات، اور طب سیکھی۔ وہ خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں عدالت کا کیمیا بن گیا اور اپنے معزز وزیروں (ویزیر)، برماکیڈس کے لئے کام کرنے والا معالج تھا۔ ان کی وفات 94 سال کی عمر میں 815ء میں کوفہ میں ہوئی۔

کچھ مصنفین کے ذریعہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ فلسفے پر 300 کتابیں، مکینیکل ڈیوائسز پر 1300 کتابیں اور کیمیا پر سیکڑوں کتابیں تصنیف کرنے والے ایک قابل مصنف تھے۔ عربی تحریروں کا یہ بہت بڑا ادارہ، ان میں سے بہت سراسر، جابر ابن حیان کے نام سے گزرتا ہے۔ 500 سے زیادہ عنوانات کے ساتھ اس کارپس جابرینم پر دوسرے مصنفین نے شبہ کیا تھا کہ یہ خود جابر نے تحریر نہیں کیا تھا، بلکہ اس کے بجائے اس کے طلباء یا پیروکاران کی طرف سے اضافہ کیا گیا تھا اور کیمیا میں جابر اسکول کی مصنوعات پر غور کیا تھا۔ دوسروں کا خیال تھا کہ ان میں سے کچھ کتابیں جابر نے لکھی ہیں، جبکہ کچھ دوسری صدیوں کے بعد کے اوقات میں لکھی گئی ہیں۔

**کاربس جبیرینم کی کتابوں میں شامل ہیں:**

کتاب الرحمہ الکبیر (رحمت کی عظیم کتاب)

قطب المسیعہ والا ایتنا' اشارہ (ایکسو بارہ کتابیں)

کتاب السبیعین (ستر کی کتاب)

قطب الموسمین (کتابیں متوازن کتابیں)

کتاب الخمس میا (پانچ سو کتابیں)

قرون وسطی میں ان میں سے بہت سی کتابیں لاطینی میں ترجمہ کی گئیں۔ ان کی دیگر اہم کتب میں کیمیا کے عظیم فن پر کتاب کتاب الزہرہ (وینس کی کتاب) بھی تھیں۔ جابر نے اس کتاب کو عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے لئے وقف کیا۔ کیمیا پر ان کی کتابیں، جن میں ان کی کتاب الکیمیا (کتاب کیمسٹری)، کتاب الصابین (ستر کی کتابیں) بھی لاطینی اور مختلف یورپی زبانوں میں ترجمہ کی گئیں۔ یہ ترجمے کئی صدیوں سے یورپ میں مشہور تھے اور جدید کیمیا کے ارتقا پر اثر انداز ہوئے ہیں۔ انہوں نے لکھی ایک کتاب، کتاب ال احجر (پتھروں کی کتاب)، انتہائی باطنی سمجھ سے باہر کوڈ میں لکھی گئی تھی، جو صرف ان لوگوں کو سمجھ تھی جو ان کے اسکول برائے کیمیا میں داخل ہوئے تھے۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ انگریزی لفظ "گبرش"، جس کا معنی بکواس ہے، اس کے نام "جبر" سے لیا گیا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس کا تعلق اس کی تحریروں سے ہے۔

جابر کو کیمیا میں تجرباتی طریقہ کار متعارف کرانے اور جدید کیمسٹری میں استعمال ہونے والے متعدد کیمیائی عمل کی ایجاد کا سہرا ہے۔ ان میں کرسٹاللائزیشن، کیلکینیشن، عظمت اور وانپیکرن، تیزاب کی ترکیب (hydrochloric, nitric citric, acetic and tartaric acids) ، اور اس کی سب سے بڑی ایجاد (Anbaiq) کا استعمال کرتے ہوئے کشیدگی شامل ہیں۔ دیگر کامیابیوں میں مختلف دھاتوں کی تیاری، اسٹیل کی ترقی، کپڑے کی رنگین اور چمڑے کی ٹیننگ، واٹر پروف کپڑے کی ورنشنگ، شیشے کی تیاری میں مینگنیج ڈائی آکسائیڈ کا استعمال، زنگ لگنے سے بچاؤ، اور پینٹ اور چکنائیوں کی شناخت شامل ہیں۔ اس نے سونے کو تحلیل کرنے کے لئے ایکوا ریگیا بھی تیار کیا۔

جابر نے قدرتی عناصر کے لئے تین اقسام کی تجویز پیش کی:

اسپرٹ، جو حرارت پر بخارات بنتے ہیں۔ سونے، چاندی، سیسہ، لوہا اور تانبے جیسی دھاتیں۔ اور پتھر جو پاؤڈر میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یہ نام تجزیہ عناصر کی حالیہ درجہ بندی کے آغاز کی نمائندگی کر سکتا ہے۔

اگرچہ قدیم کیمیا قیمتی دھاتوں کی تیاری سے وابستہ تھا، لیکن جابر نے اپنا کام تجربہ اور کیمیائی ردعمل اور ان کے اصولوں کے مطالعہ کے ذریعہ بنیادی کیمیائی طریقوں کی تیاری کے لئے وقف کیا، اس طرح اس نے افسانوں اور داستانوں کے دائرے سے کیمیا کو تبدیل کرنے کی راہ ہموار کر دی ایک سائنسی ڈسپلن۔ بیان کیا گیا ہے کہ یورپ میں کیمسٹری کی ترقی کا سراغ سیدھے جابر ابن حیان سے لگایا جا سکتا ہے۔

---

## الفاظ

کوئی سکون نہیں شاعری کہنے میں
دل جلانا پڑتا ہے کچھ الفاظ سجانے میں
ہر ایک فرد یہاں خاموشی میں روتا ہے
کوئی مزا نہیں دکھاوے کی مسکراہٹ میں
شیشہ ٹوٹ جائے تو پہلے سا حسین نہیں رہتا
عشق ہے تمہیں حرض نہیں جوڑ کر دکھانے میں
جو مقدر میں لکھی بات ہوگی وہی ہونا ہے
تو دعا جانتا ہے کتنی قوت ہے دعاؤں میں
حسن کیا بات ہوئی آخری بند ہے تخلص لکھتا کیوں نہی
اب کیا کہیں درد ہوتا ہے درد اپنا ہے بتانے میں

Hasan Aamin
(---)

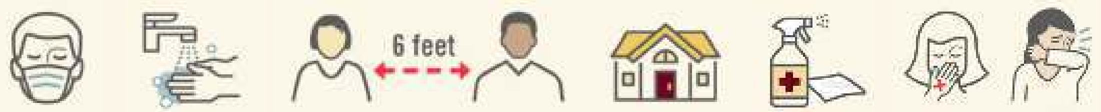

# حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پوری کائنات روشن ہوگئی

**Vajahat Momin**
(B.E. Elect.)

Muhammad was an Arab religious, social, and political leader and the founder of Islam.According to Islamic doctrine, he was a prophet, sent to preach and confirm the monotheistic teachings of Adam, Abraham, Moses, Jesus, and other prophets. He is viewed as the final prophet of God in all the main branches of Islam, though some modern denominations diverge from this belief.

ماہ ربیع الاول اسلامی تاریخ میں انتہائی روشن وتابناک مہینہ ہے ۔اس ماہ مبارک میں کائنات کی وہ عظیم ترین ہستی عالم وجود میں تشریف فرما ہوئی جس کے محاسن وفضائل خود مالک کائنات نے بیان فرمائے ۔ نبوت اور رحمت کا تاج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا گیا۔

یہ ماہ مقدس نبیٔ رحمت، امام کائنات، فخر انسانیت سید دو عالم، امام الانبیاء، سید الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا سدنیا میں آمد کی وجہ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ اللہ علیہ وسلم کیولا دتباسعادتایکایسے معاشرے اور ماحول میں ہوئی جہاں ظلم و زیادتی قطل وغارت گری کفر وضلالت اور گمراہی کے اندھیرے ہر سو پھیلے ہوئے تھے ۔ آپ اللہ علیہ وسلم نورنبوتاور قرآن کیروشندلیل لے کرانسانیت کیلئے نجات دہندہ بنا کر آئے اور خالق مخلوق کے درمیان حائل کفروشرک کے تمام پردے ہٹادے مخلوق کا خالق سے براہ راست تعلق استوار کیا۔

ہر طرف ظلم و بربریت کا دور تھا، طاقتور کمزور پر حاوی تھا، عورتوں اور غلاموں کی حالت انتہائی خراب تھی معمولی باتوں پر خونریزی عام تھی، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا عورتوں کی عزت و ناموس بلکہ ان کا وجود ہی عار بن چکا تھا، غلاموں کی حالت انتہائی قابل رحم تھی، انسان ایک خالق و مالک کے بجائے سینکڑوں خداؤں کی پرستش میں مبتلا ہو چکا تھا، ہر سو تاریکی ہی تاریکی، سراسیمگی اور مایوسی کا دور دورہ تھا۔ ایسے میں رحمت الٰہی جوش میں آئی اور عرب کے ریگزاروں میں فاران کی چوٹیوں سے نور نبوت کے ماہتاب رب العالمین کے پیغام رشد و ہدایت کے علم بردار، ساری انسانیت کیلئے چشمہ فیض رساں اور بیماروں کیلئے شفاء جاودانی کا نسخہ ءکیمیا لے کر عبدالمطلب کے خانوادے میں عبداللہ کے در یتیم آمنہ کے لال خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر کے تاج، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کے بابا حسنین رضی اللہ عنہا کے نانا اور کائنات ہست بود کیلئے مژدہ جاں فزا اور غلاموں کیلئے ابر رحمت عورتوں کیلئے پیام عظمت و رفعت. جن وانس کے مرشد اعظم، انبیاء ورسل کے امام، تاجدار انبیاء فخر کون ومکان رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور اللہ کا آخر پیغام یعنی قرآن مجید رہتی دنیا تک کیلئے باعث راہنمای نجات اخرویا ور عظمت دنیویکا سرچشمہ حیات لے کر آئے۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی آمد سے انسانیت نے شرف انسانی کا حقیقی اعزاز حاصل کیا اور وہ عرب کے جو ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے وہ دوسروں کے محافظ بن گئے، عورتوں اور غلاموں کی تحقیر کے بجائے توقیر ہونے لگی۔ بیت اللہ جو بتوں کی نجاست سے آلودہ کر دیا گیا تھا ، اللہو حدہٗلا شریلکیخا لصعبا دتکیخا طرقیا متتلکیلیئ پاکگر دیا گیا۔

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تطہیر وتزکیہ قلوبب کے ساتھ عقائد واعمالمیں اصلاحاور انفرادیو اجتماعی زندگی کے آداب واصول، نظم وضبط، باہم تخیر خواہی ، امن واماں اور ہر فرد کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کرنا حسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم کارنامہ ہے جس پر تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ بیرونی تعلقات کی استواری، فتوحات کا آغا اور بین الاقوامی سیاست و سیادت کے طریقہ ہائے حکمرانی کے بنیادی خدوخال اپنی حیات مبارکہ میں ہی فراہم فرما دیے کہ عرب وعجم کے فاصلے سمٹ کر ایک جسد واحد کی طرح امت مسلمہ کی صورت میں ظاہر ہوے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہوکر رفیق علٰی سے جا ملنے کا وقت آیا تو صورت تحالیہ تھیک بیت اللہ بتوں سے پاک کر دیا گیا، توحید کی دعوت دلوں میں رچ بس گئی۔ شرک کا خاتمہ ہو گیا۔ داخلی امن واماں مثالی حر تک پیدا ہو گیا۔ بکھری ہوئی قومیں اور قبائل ایک ہو گئے، انسان بندروں کی بندگی سے نکل کر اللہ کی بندگی میں داخل ہو گیا۔ آپ صلی اللھعلیہو سلمنے ثابتکر دیا کہعر بیکو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر گورے کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت نہیں رہی بلکہ برتری صرف تقویٰ کو حاصل ہے، تمام انسان آدم علیہ اسلام کی اوالا ہیں اور آدم علیہ اسلام مٹی سے بنے تھے۔

غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں اسلامی وحدت اور اجتماعی عدل وجود میں آ گیا۔ بنی نوع انسان کو دنیوی مسائل اور اخروی معاملات میں سعادت کی راہ مل گئی۔ ب الفاظ دیگر زمانے کی رفتار بدل گئی ۔ روئے زمین تبدیل ہو گیا، تاریخ کا دھارا مڑ گیا اور سوچنے کے انداز بدل گئے ۔ یہ ایک ایسا عظیم اور تاریخ ساز انقلاب تھا جس نے دنیا کو اسلام کے نور سے منور کرنے میں بے مثال کردار ادا کیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت رفعت کا نقشہ آج بھی دنیا پر قائم ہے اور انشاء اللہ قائم ودائم رہے گا۔ مومن وجاہت

---

## ماں

دکھ دے کر ماں کو، کون سکھ ہا سکا ہے صاحب
یہی مرکز ہے سکون کا، یہی سے راحت ملتی ہے

مجھے ماں اور پھول میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اگر دنیا آگ ہے تو ماں اس کی بینائی ہے۔ دُنیا پھول ہے تو ماں اس کی خشبو ہے۔ سخت سے سخت دل کو بھی ماں کے پرنم آنکھوں سے پرنم کیا جاتا ہے۔ بغیر لالچ کے اگر پیار ملتا ہے تو صرف ماں سے۔ سب سے شرین پیار ماں کا ہے۔ ماں کے بغیر گھر قبرستان کے مانند ہے۔

یہ صرف ماں ہی ہوتی ہے۔ جو کھانا کھاتے آوازیں دے دے کر کہہ رہی ہوتی ہے۔ تم بھی آ کر کھانا کھا لونا اور اگر آپ انکار کرو تو جب بھی آپ لگو آپ کا حِصہ ڈھانپ کر رکھا ہوتا ہے۔ حفاظت سے یا اللہ یہ مائیں بڑی بیمار ہوتی ہیں۔ ان کو ہمیشہ سلامت رکھنا۔

ماں کی یہ دعا وقت
تو کیا نصیب کو بھی بدل دیتی ہے

Mustkeem Shaikh
T.E. (Mech.)

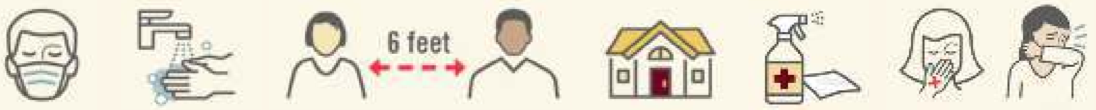

# اردو زبان کا تاریخی پس منظر

**Juveriya Shaikh**
(T.E. CSE)

The language started evolving from Farsi and Arabic contacts during the invasions of the Indian subcontinent by Persian and Turkic forces from the 11th century onward. Urdu developed more decisively during the Delhi Sultanate (1206–1526) and the Mughal Empire (1526–1858).

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب دو نئے افراد مختلف تہذیبوں کے لوگ ایک دوسرے سے متعارف ہوئے تو ان کے درمیان ضروریات زندگی کی تکمیل اور بات چیت کے نتیجے میں ایک نئی تہذیب و زبان کی راہ ہموار ہونے لگی جو بتدریج کسی ملک وقوم کی تہذیب و ثقافت اور علم و ادب کا حصہ بن کر اس ملک وقوم کی ترقی وخوشحالی کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ ایسے ہیمیلجول ،آپس یتعلقا تاوراخذ وقبو لکے نتیجے میں اردو کیفضا ہموار ہوئی۔ گیارھویں صدی عیسوی میں دو قوموں کے باہمی اختلاط وارتباط سے اردو زبان کا آغاز ہوا۔ جب مسلمان ہندوستان آئے تو ان کی زبان عربی، فارسی یا ترکی تھی لہذا وہ بات چیت میں زیادہ تر اپنی زبان کا استعمال کرتے تھے۔ کیونکہ وہ پوری طرح سے مقامی زبان سے واقف نہیں تھے اس لیے اظہار مقصد کے واسطے ملے جلے الفاظ استعمال کرنے لگے۔ مقامی الفاظ وزبان اور ہندوستانی مزاج و ماحول کا یہی ملا جلا انداز ایک مشترکہ تہذیب اور نئی زبان کا ذریعہ بنا۔ اس زبان کو تاریخی پس منظر میں مختلف ناموں یعنی ریختہ ، ہندوی ، اردوئے معلی، ہندوستانی اور اردو کے نام سے جانا گیا۔

تاریخی اعتبار سے اردو ایک جدید ہند آریائی زبان ہے جس کا تعلق قدیم ہند آریائی زبانوں سے بھی ہے۔ اس رشتے اور تعلق کی وضاحت کے لیے پہلے ہند آریائی زبانوں کا مختصر خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے تا کہ اردو زبان کے دوسری زبانوں سے رشتے اور آخذ کی نوعیت سامنے آسکے۔ ہند آریائی زبان کے تین عہد مقرر کیے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) قدیم ہند آریائی (1500 ق م سے 500 قبل مسیح تک)

قدیم ہند آریائی دور کو ویدک سنسکرت اور کلاسیکل سنسکرت کے ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسی دور میں چاروں وید یعنی رگ وید، سام وید، یجر وید اور اتھر وید ملتے ہیں۔

(۲) وسطی ہند آریائی (500 ق م سے 1000 عیسوی تک)

ماہرین لسانیت نے وسطی ہند آریائی کے تین ادوار قائم کئے ہیں۔ پہلا دور 500 ق م سے مسیحی سنہ کی ابتدا تک کا دور ہے۔ یہ دور پالی کا دور ہے۔ یہی پراکرت کا پہلا روپ تھا۔ پالی کو قدیم مگھدی بھی کہتے ہیں۔ دوسرا دور بھی مسیحی سنہ کی ابتدا سے 500 تک شمار کیا جاتا ہے۔ یہ دور پراکرت کا دور کہلاتا ہے۔ سنسکرت سے لگنے والی مقامی زبانوں کو پراکرت کے نام سے جانا جاتا گویا اس دور میں بولی جانے والی پراکرت کی کئی قسمیں ہیں۔ اس عہد کی پان پراکرتوں کا ذکر عام

طور پر لسانی تاریخوں میں ملتا ہے مثلاً:

۱۔مہارشٹری پراکرت: اس پراکرت کے نام سے ہی اس زبان کا مہاراشٹرا سے تعلق ظاہر ہوتا ہے۔مراٹھی اسی سے نکلی ہے۔

۲۔شورسینی پراکرت: اس کا تعلق متھرا کے علاقے سے ہے۔ اس پر سنسکرت کے اثرات ہیں۔

۳۔مگدھی/ ماگدھی پراکرت: اسکا مرکز مگدھی عنیجن وبی بہار تھا لیکن یہ پورے مشرقی ہندوستان کا احاطہ ہوا کرتا تھا۔

۴۔اردھ ماگدھی پراکرت: سب سے قدیم پراکرت ہے اور اس کا مرکز اودھ اور مشرقی اتر پردیش کا علاقہ تھا مغربی ہند کے لوگ اسے 'پراچیہ'' کے نام سے جانتے تھے۔

۵۔ پیشاچی پراکرت: اس کا مرکز مغربی پنجاب اور کشمیر کا علاقہ تھا۔اس پراکرت کا بول چال میں زیادہ استعمال ہوا۔

وسطی ہند آریائی کا تیسرا یعنی آخری دور 50 مسیح تا 1000 سے پر محیط ہے۔ یہ دور اپ بھرنش کا ہے۔ اپ بھرنش کا لفظی معنی پست، افتادہ اور گری پڑی چیز کے ہیں۔ یہ بگڑی ہوئی زبان کے طور پر مشہور رہی ہے۔اس کے اثرات گجرات، راجپوتانہ اور دوآبہ میں بولی جانے والی زبانوں پر گہرے ہیں۔

(۳) جدید ہند آریائی (1000 عیسوی تا حال)

لسانیات کے ماہرین نے ہندوستان کی جدید زبانوں کی پیدائش کے سلسلے میں پراکرت کے بجائے اپ بھرنش کے اثرات کا ذکر کیا ہے اور اس سلسلے میں شورسینی اپ بھرنش، مگدھی اپ بھرنش، اردھ مگدھی اپ بھرنش اور مہاراشٹری اپ بھرنش کے نام لیے ہیں۔ شورسینی اپ بھرنش چار بولیوں پر مشتمل ہے جو یہ ہیں:

۔کھڑی بولی یا ہندوستانی (موجودہ اردو ہندی) ۲۔ راجستھانی ۔پنجابی ۳۔ گجراتی

اردو ایک جدید ہند آریائی زبان ہے۔ جدید ہند آریائی دور کو اپ بھرنش کا دور بھی کہا جاتا ہے۔ سبھی جدید ہند آریائی زبانیں انہی اپ بھرنشوں سے وجود میں آئیں۔ ان اپ بھرنشوں کی تعداد پانچ ہے۔

۱۔شورسینی اپ بھرنش: اس سے کھڑی بولی وجود میں آئی جس سے ہندی اور اردو کی تشکیل ہوئی اور راجستھانی پنجابی، گجراتی اور پہاڑی بولیاں بھی سامنے آئیں۔

۲۔ ماگدھی اپ بھرنش: اس اپ بھرنش سے آسامی، بنگالی، اڑیہ، اور بہار کی دیگر بولیوں کا ظہور ہوا۔

۳۔اردھمگدھی: اس میں پوربی بولیاں آتی ہیں جیسے اودھی، چھتی سگڑھی اور بھوجپوری وغیرہ۔

٤۔مہاراشٹریا: پراچڑ اور کیکئ یا پبھرنش۔

اس طرح اردو کا رشتہ قدیم ہند آریائی، وسطی ہند آریائی اور جدید ہند آریائی زبانوں سے واضح ہوجاتا ہے۔ گویا سنسکرت کے زوال کے بعد پالی اور پراکرت نے ترقی کی۔ امتداد زمانہ کے ساتھ پراکرت میں میں تبدیلیاں رونما ہوئیں اور پراکرت کی جگہ اپ بھرنشوں نے لے لی۔ پراکرتوں سے پیدا ہونے والی ان اپ بھرنشوں سے مختلف جدید ہند آریائی زبانیں وجود میں آئیں۔اردو اور ہندی انہی جدید ہند آرئی زبانوں میں سے ایک ہیں۔

اردو ہندی کے مابین فرق اور مماثلتیں

اردو زبان کا ہندی زبان سے رشتہ ایک جسم دو قالب کا ہے۔ یہ دونوں زبانیں کھڑی بولی سے کی ہیں یعنی اردو ہندی ایک ہی بطن کی پیداوار ہیں۔ گریرسن نے اردو اور ہندی کو کھڑی بولی کے دو روپ بنایا

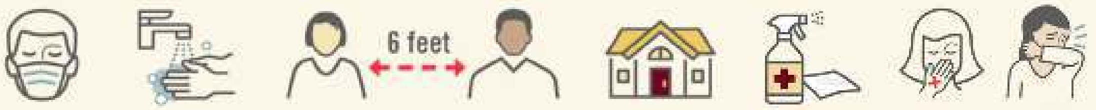

ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ ایک میں عربی فارسی کے الفاظ واثرات زیادہ ہیں اور دوسری میں سنسکرت کے۔ بہرحال ان دونوں کے درمیان "ہندوستانی" کے نام سے ایک ایسے نام کی بھی تلاش کی گئی جو مذکورہ فرق کو کم سے کم تر اور ایک دوسرے کی قربت کو زیادہ سے زیادہ موثر انداز میں پیش کرتی ہے۔ یہ زبانیں آپس میں اس قدر رابطہ رکھتی ہیں کہ اکثر اوقات رسم الخط کے علاوہ اور کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔

اردو اور ہندی کے رشتہ کی خوبصورت مثال یہ ہے کہ رشتے داریوں کے الفاظ دونوں جگہ ایک ہیں جیسے باپ، بھائی، بہن، چچا، ماموں وغیرہ۔ اردو اور ہندی زبانوں کے الفاظ، حروف، جملوں کی ساخت، علامت فاعلی اور مفعولی، ہکاری آوازیں، افعال، ضمائر، جمع بنانے کا قاعدہ، ضرب الامثال اور محاورے بڑی تعداد میں ایک ہیں۔

اردو ہندی دونوں میں جملے کی ساخت بھی ایک ہی ہے یعنی فاعل، مفعول اور فعل جیسے لڑکے نے کھانا کھایا اور بہن بھائی کو پیسے دیے وغیرہ۔ بعض ہندی الفاظ اردو میں یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں جیسے سات، سات پھیرے، سات سمندر، ساتھ دینا،

ساتھ چھوڑنا، ساس، ساڑھو چھوٹی بہو وغیرہ۔ یہ سب ہندی الفاظ ہیں۔ اسی طرح اردو الفاظ کچھ تبدیلی کے ساتھ ہندی میں استعمال ہوتے ہیں جیسے تقاضا سے تگادا، نقد سے نگد، کاغذ سے کاگر وغیرہ۔ اردو ہندی میں استعمال ہونے والے حروف ربط بھی

ایک ہی ہیں جیسے کو، تک، پر، میں مگر، کیونکہ لیکن وغیرہ۔

اردو نے ہندی کی ہکاری آوازیں من وعن اپنالی ہیں۔ یہ آوازیں بلا کسی اختلاف اور قباحت کے اردو کا حصہ بن چکی ہیں۔ ان حروف سے بننے والے الفاظ کا استعمال اردو میں کسی قسم کی اجنبیت کا احساس نہیں دلاتا جیسے ٹ، ڈ، ڑ، بھ، پھ، تھ، دھ، ڈھ، ٹھ، چھ، جھ، کھ، گھ، ڑھ، وغیرہ۔ افعال بھی ہندی ہیں جیسے آنا، جانا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، دوڑنا وغیرہ۔

اردو کے تمام ضمائر ہندی میں بھی مستعمل ہیں جیسے میں تم، وہ، ہم، تو وغیرہ۔ یہ ضمائر ہندی اور اردو دونوں میں یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

اردو میں جمع بنانے کا قاعدہ بھی ایک ہی ہے یعنی مفرد الفاظ کے آخر میں (ون یا ی ن) جوڑ دیتے ہیں جیسے مرد سے مردو، لڑکا سے لڑکوں، عورت سے عورتوں لڑکی سے لڑکیوں وغیرہ۔ علامت فاعلی بھی دونوں زبانوں میں یکساں ہے جیسے نے، میں نے کام

کیا وغیرہ۔ اردو میں عربی فارسی الفاظ میں ہندی سابکے جوڑ کر مرکب الفاظ بنائے جاتے ہیں اور یہ اردو اور ہندی دونوں میں استعمال ہوتے ہیں جیسے گوس خور، چور دروازہ، گھوڑ سوار، دھوکے باز، چوپایا، نامجھ، بدچلن وغیرہ۔

اردو میں عربی فارسی الفاظ پر ہندی لاحقے لگا کر مرکب الفاظ بنائے جاتے ہیں جو اردو ہندی دونوں زبانوں میں یکساں مستعمل ہیں جیسے پاسبان، نگہبان، گلاب جامن، سبزی منڈی وغیرہ۔

اس کے باوجود بول چال کی زبان اور تحریری زبان دونوں میں کچھ فرق بھی پایا جاتا ہے۔ اردو تحریر میں عربی فارسی الفاظ ومحاورات کا استعمال اور ہندی میں سنسکرت تتسم کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ اردو کا رسم الخط فارسی سے ماخوذ ہے جبکہ ہندی

دیوناگری رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اردو میں عربی فارسی حروف ربط کا استعمال ہوتا ہے جبکہ ہندی میں نہیں جیسے از، تا، بر، پس، علی، فی، من وغیرہ۔ ہندی قاعدے کے علاوہ اردو میں عربی فارسی قاعدے سے بھی جمع بتاتے ہیں جیسے

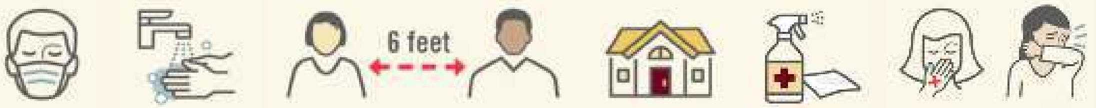

کتاب سے کتب علم سے معلوم، مذہب سے مذاہب عربی قاعدے کے مطابق اور کتب سے کتبھیا، در سے درہا صد سے صدہا وغیرہ فارسی قاعدے کے مطابق۔ جمع بنانے کا یہ قاعدہ آباد میں نہیں ہے۔

مذکورہ بالا جائزے سے اردو ہندی کے مابین مماثلتیں، فرق اور دوسری زبانوں سے رشتے کی نوعیت واضح ہو جاتی ہے۔ یہ رشتے جہاں اردو کی دیگر زبانوں کی خصوصیات کو اپنانے کی خوبی کو ظاہر کرتے ہیں وہیں دوسری زبانوں سے اخذ و استفادہ کرنے کی

اردو کی فراخ دلی کا کھلا ثبوت ہیں۔ لہذا اگر کہا جائے کہ ارد مشترکہ اقدار اور گنگا جمنی تہذیب کی علم بردار ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

## شہریت، بے شہریت

تُجھ سے ہے مشکل میں بھارت اے نئے قانون ہند
دنیا کو ہے تُجھ پہ حیرت! اے نئے قانون ہند۔۔

کیا ضرورت تھی تیری یہ فہم سے ہے بالاتر۔۔
تُجھ سے ہے سب کو ہے شکایت اے نئے قانون ہند۔۔

تو جسے چاہے اُسے کر دے وطن سے بے وطن۔۔
تو نے حاصل کی وہ قوت اے نئے قانون ہند۔۔۔

دھجّیاں بکھرا دی تو نے عدل کی انصاف کی۔۔
زبر کی تو ہے علامت اے نئے قانون ہند۔۔۔

جان لے لے اس کی جو کھولے زباں حق کے لیے۔۔۔
ہے عجب یہ تیری فطرت اے نئے قانون ہند۔۔۔

تیری صفّافیسے بچپائیں نے طلبہ و طالبات۔۔
کتنا ہے تو بے مروّت اے نئے قانون ہند۔۔

بے سبب تُجھ سے نہیں نالاں ہے آئین وطن۔۔۔
اسے تو نے کی بغاوت اے نئے قانون ہند۔۔۔

چشمِ بینا ہو تو اس کا دیکھ لے ردِ عمل۔۔۔
ہے جہاں کو تُجھ سے نفرت اے نئے قانُون ہند۔۔۔

دلّی تا نیویارک تُجھ پر ہر طرف پھٹکار ہے۔۔۔
سن اگر کچھ بھی ہو غیرت اے نئے قانُون ہند۔۔۔

اے سراپائے ظلم! تُجھ کو وقت کر دیگا فنا۔۔۔
ہے یہی دستورِ قدرت اے نئے قانُون ہند۔۔

Namira Patel
(B.E. ENTC)

## پردہ

خاتون مسلم سے پوچھتی ہے عائشہ
بینقاب خود کو مردو میں میں نے نھیں کی !
جدید زمانہ کے نام سے تو زلفوں کو تان دے
چھوڑ دے آنکھوں کی حیاہ دستی کے نام پر
سوچتی ہے تو کٹ جائیں گے پر اسلام کے نام پر
سن کیا کہتی خدیجہ محبت کے نام پر
ہو کے پہلی ماں تھی تجارت میں نے کی
اسلام نے اجازت کہاں خدا کو میں ناراض کی
کر کے خدا کو ناراض ترقی مل بھی گئ تو کی !
دولت ایک فساد نہی تو ہے کیا
دنیا ایک آزمائش نہی تو ہے کی !
کسی کو سکوں بازار میں ملتا نہیں
جہالت میں خدا کا ڈر ہوتا نہیں

قبر میں کوئ تیری صورت دیکھتا نہیں
آخرت میں سکون ہے تیرا ساتھ دینے والا
چھوڑ دے گا ساتھ تیرا ہم سفر ہونے والا
تیرا جسم بھی کہاں تیرے طرف سے گواہی دینے والا
کون بنتا ہے خوشی سے جہنم والا
کر کے گناہ تو چاہتا بننا جنت والا
دینی پڑی ہے قربانی صرف خدا کے لیئ ہے
نضریں جھکانی پڑتی ہے صرف احیاء کئ
ڈھانپ لے اپنا بدن صرف اپنے ہے
دعا کرونگا تیری حقیقی کامیابی کے لئیے
تو رہے افضل مجھ سے بھی نظر میں خدا کے
تو پہلے ہو کامیاب دنیا اور آخرت میں

حسن امین

Hasan Aamin
(---)

نظروں سے گرے دل سے اتر کیوں نہیں جاتے
حد ہو گئی، ہم حد سے گزر کیوں نہیں جاتے
وہ قبرِ نئی کسی کی بنی ہے، یہ بتادو؟
کیا بات ہے داستان ادھر کیوں نہیں جاتیا

کساتے ہو کیوں غوطہ لگانے یہ ہمیں تم
موتی ہو تو ساحل پہ بکھر کیوں نہیں جاتے
صحراؤں میں روانی سے گزرنا نہیں ممکن
اے اہلِ جنوں خاک بسر کیوں نہیں جاتے

محرومی کا اپنی یہ سبب ہے کہ ابھی تک
سوچا ہی نہیں ہم نے کہ مر کیوں نہیں جاتے

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں
میری زباں پہ شکوۂ اہلستم نہیں مجھکو
جگا دیا یہ یا حسان کم نہیں یارب
ہجوم درد کو دے اور وسعتیں دامن تو
کیا ابھی میری آنکھیں بھی نم نہیں۔

**مومن وجاہت**

Wahajat Momin
(----)

## ایک آرزو

دُنیا کی محفلوں سے اُکتا گیا ہوں یارب
کیا لُطف انجمن کا جب دل ہی بُجھ گیا ہو

شورش سے بھاگتا ہوں، دل ڈھونڈتا ہے میرا
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو

مرتا ہوں خاموشی پر، یہ آرزو ہے میری
دامن میں کوہ کے اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو

آزاد فکر سے ہوں، عزلت میں دن گزاروں
دنیا کے غم کا دل سے کانٹا نکل گیا ہو

لذّت سرود کی ہو چڑیوں کے چہچہوں میں
چشمے کی شورشوں میں باجا سا بج رہا ہو

گل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا
ساغر ذرا سا گویا مجھ کو جہاں نما ہو

ہو ہاتھ کا سرھانا، سبزے کا ہو بچھونا
شرمائے جس سے جلوت، خلوت میں وہ ادا ہو

مانوس اس قدر ہو صورت سے میری بُلبل
ننھے سے دل میں اُس کے کھٹکا نہ کچھ مرا ہو

صف باندھے دونوں جانب بُوٹے ہرے ہرے ہوں
ندّی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو

ہو دل فریب ایسا کُہسار کا نظارہ
پانی بھی موج بن کر، اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہو

آغوش میں زمیں کی سویا ہُوا ہو سبزہ
پھر پھر کے جھاڑیوں میں پانی چمک رہا ہو

پانی کو چھُو رہی ہو جھُک جھُک کے گُل کی ٹہنی
جیسے حَسین کوئی آئینہ دیکھتا ہو

مہندی لگائے سورج جب شام کی دُلھن کو
سُرخی لیے سنہری ہر پھُول کی قبا ہو

راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم
اُمّید اُن کی میرا ٹُوٹا ہوا دِیا ہو

بجلی چمک کے اُن کو کُٹیا مری دِکھا دے
جب آسماں پہ ہر سُو بادل گھرا ہوا ہو

پچھلے پہر کی کوئل، وہ صبح کی مؤذّن
مَیں اُس کا ہم نوا ہوں، وہ میری ہم نوا ہو

کانوں پہ ہو نہ میرے دَیر و حرم کا احسان
روزن ہی جھونپڑی کا مجھ کو سحر نما ہو

پھُولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے
رونا میرا وضو ہو، نالہ میری دُعا ہو

اس خامشی میں جائیں اتنے بلند نالے
تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو

ہر دردمند دل کو رونا مرا رُلا دے
بے ہوش جو پڑے ہیں، شاید انھیں جگا دے

**علامہ اِقبال**

# عاشقوں کی داستان

محوِ حیرت ہوں وہ سر تھا کتنا باکمال
عشق کے بارے میں پوچھا جس نے پرچہ میں سوال
ایسے ہی سر اگر دو چار پیدا ہو گئے
دیکھنا اس ملک میں فنکار پیدا ہو گئے
عام ہو گی عاشقی کالج کے عرض وطول میں
لیلیٰ و مجنوں نظر آئینگے اب اسکول میں
عشق کے آداب لڑکوں کو سکھاے جائیں گے
غیر عاشق جو ہیں وہ بھی عاشق بنائیں جائیں گے
عاشقوں کو پرفیکٹ سمجھا جائیگا
عشق ایک کمپلسری سبجیکٹ سمجھا جائیگا
امتحان ہوگا تو پوچھے جائینگے ایسے سوال
اپنی محبوبہ کے بارے میں کریے اظہار خیال
آج اپنے ملک میں عاشق ہیں کتنے فی صدی
مہنتی ان میں ہیں کتنے اور کتنے مبتدی
عشق کتنے قسم کا ہوتا ہے, لکھو باوثوق
فی زمانہ کیا ہیں عاشق کے فرائض اور حقوق
سر کو کیا نسبت ہے سنگ آستانے یار سے
تم نے سر پھوڑا کبھی معشوق کی دیوار سے
اپنی محبوبہ کو اک درخواست انگلش میں لکھو
اس سے یہ پوچھو جواب آر ز ویس کے نو
آپ کر سکتے ہیں ان میں سے کوئی بارہ سوال
بدختی کے پانچ نمبر ہیں, رہے یہ بھی خیال

# دیکھتے ہیں

سنا ہے لوگ اسے آنکھیں بھر کے دیکھتے ہیں
چلو اسکے شہر میں کچھ دن ٹھہر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے نزدیکی ہے انھ خراب حہالوں سے
چلو خود کو برباد کر کے دیکھتے ہے
سنا ہے درد کے گرا ہک ہے نازک آنکھیں اسکی
چلو ہم بھی اسکی گلی سے گزر کے دیکھتے ہے
سنا ہے اسکو بھی شیر و شیری سے پیار
چلو ہم بھی چمتکار اپنے ہنر کا دیکھتے ہے
سنا ہے وہ بولے تو باتوں سے پھول جھڈتے ہے
یہ بات ہے, تو چلو بات کر کے دیکھتے ہے
سنا ہے ساری رات اسکو چند تکتا رہتا ہے
ستارے زمین پر اتر کے اسے دیکھتے ہے
سنا ہے دن میں اسے تتلیاں چڑھتی ہے
سنا ہے رات اسکو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہے
بس اک نگاہ سے لوٹا ہے خافلا دل کا
رہے مرد بھی اسے ڈر کے دیکھتے ہیں
رو کے, تو وقت اسکا طواف کرتے ہے
چلے تو اسکو جمنا ٹھہر کے دیکھتا ہے
کہانیاں ہی سہی سب, کسی وقت سے الگ
اگر وو خواب ہے, تو تابر کر کے دیکھتے ہیں
اب اسکے شہر میں رہے یا چلے جایں
چلو آؤ سترہ سفر کر کے دیکھتے ہیں

## امجد سلطانپوری

مسلمان اور ہندو کی جان
کہاں ہے میرا ہندوستان
میں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں
وہ اردو غزلیں ہندی گیت
کہیں وہ پیار کہیں وہ پریت
پہاڑی جھرنوں کے سنگیت
دیہاتی لہرا پربی تان
میں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں
جہاں کے کرشن جہاں کے رام
جہاں کی شام سلونی شام
جہاں کی صبح بنارس دھام
جہاں بھگوان کریں اشنان
میں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں
جہاں تھے تلسی اور کبیر
جائسی جیسے پیر فقیر
جہاں تھے مومن غالب میر
جہاں تھے رحمن اور رسخان
مجھے وہ لیڈر ہے تسلیم
ثو دے یکجہتی کی تعلیم
مٹا کر کنبوں کی تقسیم
جو کر دے ہر قالب اک جان
میں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں
مسلمان اور ہندو کی جان
کہاں ہے میرا ہندوستان
میں اس کو ڈھونڈ رہا ہوں

Namira Patel
(ENTC)

## غزل: بہت خوبصورت ہو تم

کبھی میں جو کہہ دوں محبت ہے تم سے
تو مجھ کو خُدارا غلط مت سمجھنا
کہ میری ضرورت ہو تم
ہے پھولوں کی ڈالی یہ باہیں تمہاری
ہیں خاموش جادو نگاہیں تمہاری
جو کانٹیں ہوں سب اپنے دامن میں رکھ لوں
سجاؤں میں کلیوں سے راہیں تمہاری
نظر سے زمانے کی خود کو بچانا
کسی اور سے دیکھو دل نہ لگانا
کہ میری امانت ہو تم
بہت خوبصورت ہو تم
ہے چہرہ تمہارا کہ دن ہے سنہرا
اور اس پر یہ کالی گھٹاؤں کا پہرا
گلابوں سے نازک مہکتا بدن ہے
یہ لب ہیں تمہارے کہ کھلتا چمن ہے
بکھیرو جو زلفیں تو شرمائے بادل
یہ زاہد بھی دیکھے تو ہو جائے پاگال
وہ پاکیزہ مورت ہو تم
بہت خوبصورت ہو تم
جو بن کے کلی مسکراتی ہے اکثر
شبِ ہجر میں جو رُلاتی ہے اکثر
جو لمحوں ہی لمحوں میں دنیا بدل دے
جو شاعر کو دے جائے پہلو غزل کے
چھپانا جو چاہیں چھپائی نہ جائے
بھلانا جو چاہیں بھلائی نہ جائے
وہ پہلی محبت ہو تم
بہت خوبصورت ہو تم

Shaikh Rageb Aleem
(T.E. CSE)

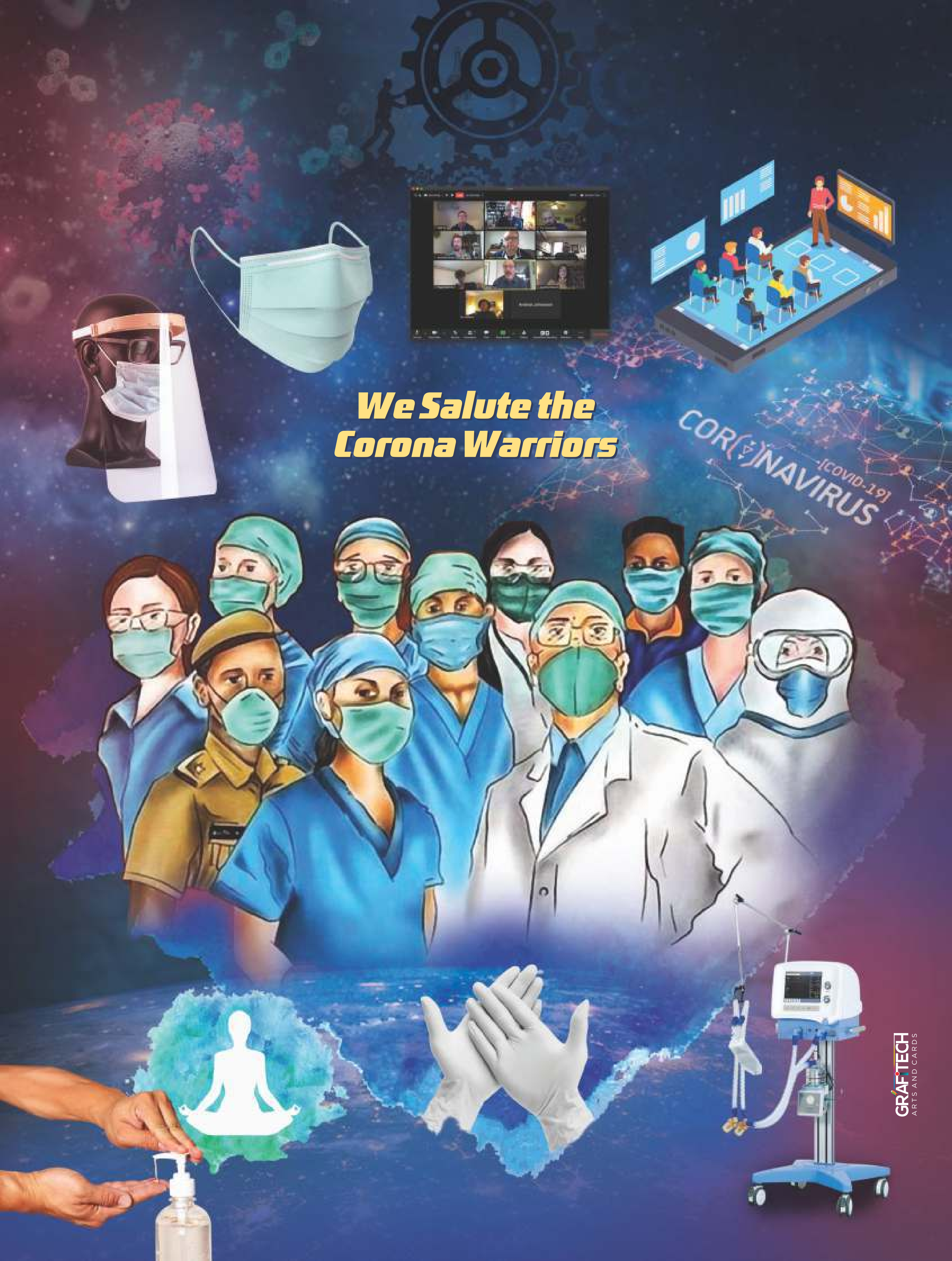
We Salute the
Corona Warriors
CORONAVIRUS
[COVID-19]
GRAFITECH
ARTS AND CARDS